إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰۤى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN.

رجسٹرڈ ایل ۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰؏

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳؏

نمبر ۱۰۱	۷ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲۰ فروری بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل سر درد۔ اور زکام کی شکایت رہی۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

۱۹۔ فروری بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں ایک ایرانی سیاح ابوالقاسم خان صاحب نے جو کئی ممالک کی سیاحت کرتے ہوئے قادیان پہونچے۔ فارسی میں اپنے سفر کے حالات پر تقریر کی۔ اور جناب شیخ محمد اللہ بخش صاحب ضیا نے اس کا اردو میں مفہوم بیان کیا ٭

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۲۰۔ فروری سے بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں قرآن مجید کا درس دینا شروع فرما دیا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اہل دنیا پر عذاب نازل ہونے کی وجہ

(فرمودہ ۲۱۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء)

فرمایا۔ اس بات کو مکرر یاد رکھو۔ کہ جب بخل و حسد اور فسق و فجور کی زہریلی ہوا پھیل جاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی محبت سرد ہو جاتی ہے۔ اور جس طرح پر اللہ تعالےٰ سے ہراساں و ترساں ہونا چاہیئے۔ وہ نہیں رہتا۔ یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے بعض اوقات ہیضہ کی زہریلی ہوا پھیلتی ہے۔ اور تباہ کرتی جاتی ہے۔ اس وقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں۔ جو اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں۔ ان کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ کہ صحت درست نہیں رہتی۔ ہاضمہ کا فتور یا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہو کر پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح پر جب گناہ کی وبا پھیلتی ہے۔ تو بعض اس میں بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور جو بچ رہتے ہیں۔ ان کی بھی روحانی صحت میں فرق آجاتا ہے سو یہی حال اب ہو رہا ہے۔ اکثر ہیں جو کھلے طور پر بے حیائیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں۔ اور وہ تقوےٰ اور خدا ترسی سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں۔ اور جو رسمی طور پر دیندار کہلاتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے۔ کہ کتاب و سنت سے الگ ہو رہے ہیں۔ اپنے خیال اور رائے سے جو جی میں آتا ہے کر گزرتے ہیں۔ اور حقیقت۔ اور مغز کو چھوڑ کر پوست اور ہڈیوں کو لئے بیٹھے ہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک عذاب بھیجا ہے۔ کیونکہ وہ ایسی حالت میں قیامت سے پہلے اسی دنیا کو قیامت بنا دیتا ہے۔ اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کہ زندگی قیامت کا نمونہ ہو جاتی ہے۔ اور اب یہ وہی دن ہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں سچائی سے بجائے محبت کے بغض کیا جاتا ہے۔ اور عملی حالتیں خراب ہو چکی ہیں۔ غلط اعتقادات پر ایسا زور دیا گیا ہے۔ کہ حد اعتدال سے بہت تجاوز ہو گیا ہے۔ اور اس حالت پر پہنچ گیا ہے۔ جس کو اعتدا کہتے ہیں۔"

(الحکم ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء)

تبلیغی رپورٹیں

جاوا میں تبلیغ احمدیت

سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ ٹاویہ (جاوا) لکھتے ہیں:-

۲۳- اکتوبر ۱۹۳۳ء کو ہم نے ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا۔ موضوع فضائل اسلام تھا۔ تعداد حاضری تین سو تھی۔ ۲۳- نومبر کو عیسائیوں کے ساتھ "مسیح کی آمد ثانی" اور "مسیح کی صداقت از رُوئے بائیبل" پر مباحثات ہوئے۔ ۹- اور ۱۰- دسمبر کو پھر عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ ہوا۔ موضوع "مسیح ناصری صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ از رُوئے انجیل" اور احمدیوں کا عقیدہ در بارہ مسیح ناصری تھے۔ حاضرین دو سو کے قریب تھے۔ مورخہ ۲- دسمبر کو جماعت ہائے بوگوا۔ ٹاویہ اور چیو نے ایک میٹنگ کی۔ جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:-

اول- رسالہ منیر الاسلام اور رسالہ چیو ولیو ایک کر دیئے جائیں۔ اور اخراجات تینوں جماعتوں پر حسب ذیل نسبت سے تقسیم ہوں:-

جماعت بوگوا ½ ۱۲- گولڈن۔ جماعت ٹاویہ ½ ۱۲- گولڈن۔ جماعت چیو ½ ۷ گولڈن۔ رسالہ کا کل ماہواری خرچ ½ ۳۲ گولڈن ہوگا۔

(۲) مبلغین سال میں دو دفعہ تبلیغ کے لئے باہر جایا کریں گے۔ ہر دفعہ اندازاً ساٹھ گولڈن خرچ ہوگا۔ جس میں جماعت بوگوا ½ ۲۲ گولڈن۔ جماعت ٹاویہ ½ ۲۲ گولڈن۔ جماعت چیو ۱۵- گولڈن ادا کرے گی:-

جماعت ہائے جاوا نے مباحثوں کے اخراجات اپنی طاقت سے بڑھ کر برداشت کئے ہیں۔ احباب جماعت کامیابی کے لئے دعا کریں جناب محی الدین صاحب جو چاروں مباحثوں میں پریزیڈنٹ تھے ٹاویہ میں بہت بارسوخ اور با اثر آدمی ہیں۔ آپ مع اپنے دوستوں کے احمدیت کی تحقیق کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق بھی دعا کی درخواست ہے۔

موضع بڈھن وال میں عیسائیوں سے مناظرہ

علی بخش صاحب سکرٹری تبلیغ مریح ضلع جالندھر لکھتے ہیں۔ کہ موضع بڈھن وال میں عیسائیوں نے کیمپ لگایا ہوا تھا۔ عیسائی عورتیں گھروں میں جا کر دوا دارو دیتیں۔ اور عیسائیت کی تبلیغ کرتیں۔ غیر احمدیوں نے ارد گرد کے علاقہ کے تمام مولویوں سے کہا۔ کہ عیسائی پادری اور ان کی عورتیں ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کی باتوں کا جواب نہیں آتا۔ آپ لوگ ان کو جواب دیں۔ مگر علماء نے کہا۔ کہ ہمیں عیسائیوں کے متعلق کوئی واقفیت نہیں۔ اس لئے ہم نہیں جا سکتے۔ اس پر غیر احمدیوں نے مجبور ہو کر مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل احمدی سے جو نکو در میں رہتے ہیں۔ درخواست کی۔ کہ آپ ہمیں پادریوں کے جال سے بچائیں۔ اس پر میں اور مولوی عبد العزیز صاحب ۲۱- جنوری کو بڈھن وال میں گئے۔ غیر احمدی بھی کافی تعداد میں ہمارے ساتھ ہو گئے۔ عیسائیوں کے کیمپ میں جا کر پادری صاحب سے گفتگو شروع کی۔ پادری صاحب نے مسئلہ کفارہ پیش کیا جسے مولوی صاحب نے رد کر دیا۔ اس پر پادری صاحب نے کہا۔ کیا آپ انجیل کو نہیں مانتے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ ہم اس انجیل کو مانتے ہیں۔ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ نہ کہ اسے جو آپ لئے پھرتے ہیں۔ اس پر پادری صاحب کہنے لگے۔ ہم کسی دلیل سے بات نہیں کر سکتے۔ ہمارا اسی انجیل پر ایمان ہے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا۔ کہ میں اب بات چیت نہیں کرنا چاہتا۔ پبلک پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا:-

حصہ آمد وصیت میں اضافہ

ملک غلام نبی صاحب ولد ملک حسن محمد صاحب سکنہ کھارا یکم مئی ۱۹۳۳ء سے بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۵ حصہ دے رہے ہیں باقی موصیوں کے لئے یہ قابل رشک نمونہ ہے۔

سکرٹری مقبرہ بہشتی۔ قادیان

اعلان برائے کارکنان تبلیغ

(۱) چونکہ دفتر دعوت و تبلیغ میں انصار اللہ کی فہرستیں غیر مکمل ہیں اور بعض جماعتوں کے انصار اللہ کی فہرست سرے سے موجود ہی نہیں۔ اس لئے تمام سکرٹریان تبلیغ مکمل فہرست انصار اللہ بھیجدیں۔ اور یہ بھی لکھدیں۔ کہ ہر ایک صاحب ہفتہ وار یا پندرہ روزہ یا ماہوار کتنا وقت تبلیغ کے لئے دیا کریں گے:-

(۲) ہر ماہ کی تبلیغی رپورٹ انصار اللہ دُوسرے ماہ کے پہلے ہفتہ تک ضرور دفتر میں آجانی چاہیئے۔ اور رپورٹ مطبوعہ فارم پر یا اس کے نمونہ پر آنی چاہیئے۔ اور ہر ایک خانہ کی درست خانہ پُری ہونی چاہیئے۔ مثلاً زیر تبلیغ افراد کی ٹھیک تعداد لٹریچر کی ٹھیک تعداد تبلیغی وفدوں کی ٹھیک تعداد نقشہ پر درج کرنی چاہیئے۔ تاکہ رجسٹر پر درست اندراج ہو سکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ - قادیان

جماعت احمدیہ میمیو کا پریزیڈنٹ

جماعت احمدیہ میمیو (برما) نے بابو حمید احمد صاحب کلرک کو پریزیڈنٹ منتخب کیا ہے۔ اس کی منظوری کا اعلان کیا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ بابو صاحب موصوف سکرٹری مال اور سکرٹری تبلیغ کے کام بھی بدستور کرتے رہیں گے

ناظر اعلےٰ۔ قادیان۔

مصباح اور ریویو کے خاص نمبر

مصباح کا خاص نمبر چھپ کر تیار ہے۔ اس میں چار مضامین ہیں ۱- اسلام و ہندو مذہب۔ ۲- اسلام و سکھ مذہب۔ ۳- اسلام و عیسائیت۔ ۴- اسلام کی خصوصیات بمقابلہ دیگر مذاہب نہایت مفید دلنشین مجموعہ ہے۔ قیمت فی مصباح سوا آنہ۔ ایک روپیہ کے ۱۶- خواتین جماعت احمدیہ اس مصباح کو ۴- مارچ تبلیغ کے دن اور اس کے بعد تقسیم کریں:-

رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ میں آخری زمانے کے اوتار پر ہندو مذہب کے ایک ریسرچ سکالر کا لکھا ہوا مفصل مضمون ہے جس میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت ثابت کی گئی ہے۔ ایک روپیہ کے تین رسالے۔ یہ رسالہ ہندو دوستوں کو بطور تحفہ دیں۔ نہایت قیمتی مدلل مضمون ہے۔ ایک روپے سے کم کے لئے ٹکٹ بھیجنا بہتر ہوگا:-

مہتمم طبع و اشاعت۔ قادیان۔ پنجاب۔

جلسہ ہائے جماعت احمدیہ کے متعلق ایک ضروری اعلان

کارکنانِ تبلیغ پیشتر اس کے کہ وُہ کسی مقامی جلسہ کا کوئی انتظام کریں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ مندرجہ ذیل دو اہم باتوں کو ملحوظ رکھیں:-

اوّل- نظارت دعوۃ و تبلیغ کو ابھی سے اطلاع دیں۔ کہ کس ماہ اور تاریخ میں وُہ اپنے جلسہ کا انعقاد کرنا چاہتے ہیں:-

دوم- جلسہ کو اہمیت دینے کے لئے ضروری وسائل اختیار کریں جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ نزدیک کی جماعتوں کو اس میں شریک کریں۔

لہٰذا مجھے ابھی سے مجوزہ تاریخوں کے متعلق اطلاع آجانی چاہیئے تا میں مبلغین مہیا کرنے کے لئے ابھی سے پروگرام بسہولت تجویز کر سکوں تاوقتیکہ تمام جماعتیں مجھے اطلاع نہیں دیتیں۔ کہ وُہ جلسہ کرنا چاہتی ہیں۔ یا نہیں کرنا چاہتیں۔ میں پروگرام نقل و حرکت مرکزی مبلغین کو ملتوی رکھوں گا۔ اس لئے کارکنان اس اعلان پر ایک مقامی اجلاس کر کے جلدی فیصلہ کریں۔ اور مجھے اطلاع دیں:-

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۱ قادیان دارالامان مورخہ ۷ - ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ جلد ۲۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست تازہ نشان

بعض اعتراضات کے جواب

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور مولوی ثناء اللہ صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ایک نہایت عظیم الشان نشان یعنی ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کے متعلق مخالفین کے بعض اعتراضات کے جواب گزشتہ پرچہ میں دیئے جا چکے ہیں۔ یہ غیر ممکن تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت میں اللہ تعالےٰ ایک ایسا زبردست واضح۔ اور بین نشان ظاہر کرے۔ مگر سلسلہ حقہ کے ناکام معاند مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس پر پردہ ڈالنے کی کوئی کوشش نہ کریں۔ خواہ وُہ پردہ تارِ عنکبوت سے بھی کمزور کیوں نہ ہو۔ اور لوگوں کو اس چشمۂ ہدایت اور نورِ آسمانی کی طرف آنے سے روکنے کے لئے جدوجہد نہ کریں۔ چنانچہ آپ بولے۔ مگر محض عادت پُوری کرنے کے لئے۔ اور دیرینہ جنون مخالفت سے مجبور ہوکر۔ وگرنہ آپ کی تحریر ایسی پھسپھسی۔ ایسی غیر معقول اور اتنی لچر ہے۔ کہ پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اتنے عظیم الشان نشان کو مشتبہ کرنے کے لئے کِس برتے پر قلم اُٹھایا؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراف

آپ نے "زلزلہ بہار سے قادیانی قلعہ گر پڑا" کے عنوان سے ۹- فروری کے "اہلحدیث" میں اس ادعا کے ساتھ کہ "بے انصافی ہوگی اگر ہم "الفضل" کا مضمون اپنے لفظوں میں بتائیں۔ اس لئے اسی کے الفاظ سناتے ہیں"۔ ہمارے متعدد مضامین میں سے ایک مضمون کو کاٹ چھانٹ کر اس کے بعض حصے غیر مربوط طور پر درج کئے ہیں۔ یہ مضمون ہم نے اس نشان کی وضاحت کرتے ہُوئے ۲۳ جنوری کے "الفضل" میں شائع کیا تھا۔ اور پھر لکھتے ہیں:۔

"ہم کمال دیانت داری سے مانتے ہیں۔ کہ واقعی مرزا صاحب نے قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی یہ مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قیامت خیز زلزلہ آنے کی آج سے کئی سال قبل خبر دی تھی۔ اور ۱۵ جنوری کو جو زلزلہ آیا۔ اس کے قیامت خیز ہونے سے مولوی صاحب انکار نہیں کرسکتے۔ کیونکہ ہندو مسلمانوں نے یک زبان ہوکر اس زلزلہ کو قیامت کا نمونہ قرار دیا۔ اور اس کے قیامت خیز ہونے کا صاف اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ چنانچہ "زمیندار" (۲۰- جنوری) نے "صوبجات بہار و بنگال میں زلزلہ کی تباہ کاریوں سے قیامتِ صغریٰ کا نقشہ" کے نہایت جلی عنوان کے ماتحت اس کی تفصیلی خبریں شائع کیں۔ "پرتاپ" (۲۱- جنوری) نے لکھا۔ "لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ وُہ باآواز بلند کہہ رہے تھے۔ کہ قیامت کا دن آگیا ہے"۔ اخبار "سیاست" (۲۱ جنوری) نے لکھا۔ "تمام علاقہ میں ایک قیامت برپا ہے"۔

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ ۱۵ جنوری کا زلزلہ فی الواقعہ قیامت خیز زلزلہ تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ "واقعی مرزا صاحب نے قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی"۔ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ آپ کی دی ہُوئی خبر حرف بحرف پُوری ہوگئی ہے۔

"اہلحدیث" کا اعتراض

غرض مولوی ثناء اللہ صاحب یہ تو مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "واقعی قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی"۔ اور انہیں اس بات سے بھی انکار نہیں۔ کہ ۱۵ جنوری کا زلزلہ واقعی قیامت خیز تھا۔ البتہ ان کا خیال ہے۔ کہ جس زمانہ میں پیشگوئی کے مطابق یہ زلزلہ آنا چاہیئے تھا۔ اس میں نہیں آیا۔ چنانچہ وُہ اپنے خاص انداز میں ہمہ دانی کا دعوےٰ کرتے ہُوئے یہ سوال پیش کرکے کہ کس زمانہ میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی تھی۔ لکھتے ہیں:۔

"اس سوال کا جواب دینا اہلحدیث کا کام ہے۔ جو مرزا صاحب کی تحریرات سے اتباع مرزا کی نسبت زیادہ واقف ہے۔ وُہ زمانہ مرزا صاحب کے الفاظ میں ۱۹۰۸ء سے قبل کا ہے۔ کیونکہ وُہ لکھتے ہیں کہ "وُہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۲) بلکہ اس کا موسم اور وقت بھی بتایا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پُوری ہُوئی"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار (ماہ چیت یا مارچ) کے دن ہونگے۔ اور جیسا کہ بعض اور الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً وُہ صبح کا وقت ہوگا۔ یا اس کے قریب" ایضاً صفحہ ۹۷۔ احمدی ممبرو! اس سوال کا جواب دینا تو بہت آسان ہے۔ امید ہے۔ تم جواب دینے میں تامل نہ کروگے۔ وُہ سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ زلزلہ بہار مرزا صاحب کی زندگی میں آیا۔ یقیناً نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب ۲۶- مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو چکے ہیں۔ جسے آج ۲۵- سال ہوگئے۔ اچھا۔ تو کیا یہ بہار کے موسم میں آیا؟ ہرگز نہیں"۔

ناواقفیت یا دھوکہ دہی

گویا مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس سے تو انکار نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی۔ اور وُہ زلزلہ آ بھی گیا۔ اور اس کے متعلق جو خبر دی گئی تھی وُہ پوری ہوگئی۔ لیکن ان کے نزدیک اس زمانہ میں نہیں آیا۔ جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اگر مولوی صاحب کے دل میں کچھ بھی خوفِ خدا ہوتا۔ تو وُہ اتنی عظیم الشان خبر کے پُورا ہونے پر اس سے انکار کی بنا اپنے اس قیاس پر نہ رکھتے۔ جو زمانہ کی تعیین کے متعلق انہوں نے کیا۔ اور علیم وخبیر خدا کے مقابلہ میں اپنے فہم وقیاس کو ناقص قرار دے کر سمجھ لیتے۔ کہ اس کے پُورا ہونے کا وُہی زمانہ تھا جبکہ خدا تعالےٰ نے اسے پُورا کیا ــ مگر وُہ خوفِ خدا کو اپنے دل سے نکال کر اپنے قیاس کو خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت پر مقدم کرکے اتنے بڑے نشان کے مُنکر ہوگئے۔ اور ساتھ ہی یہ دعوےٰ کردیا ہے۔ کہ "اہلحدیث"، "مرزا صاحب کی تحریرات سے اتباع مرزا کی نسبت زیادہ واقف ہے"۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ یا تو مولوی صاحب اس دعویٰ میں دروغگوئی سے کام لے رہے ہیں۔ یا پھر عمداً تلبیس اور حق پوشی جیسے فعل قبیح کے مرتکب ہُوئے ہیں۔ کیونکہ اگر مولوی صاحب "مرزا صاحب کی تحریرات" سے کچھ بھی واقف ہوتے۔ تو ان کی نظر سے وُہ تحریر پوشیدہ نہ رہ سکتی۔ جس میں آپ نے اپنی زندگی اور موسم بہار میں زلزلہ آنے کی پیشگوئی کے پُورا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر وُہ سطور بھی آپ سے مخفی نہ رہتیں۔ جن میں آپ نے اس "نمونہ قیامت زلزلہ" کے بعد میں رونما ہونے کی خبر دی ہے۔ پس اگر مولوی صاحب نے عمداً اور اصل حقیقت جاننے کے باوجود حق پوشی کی ہے۔ اور واقعات کو غلط صورت میں پیش کرکے مخلوقِ خدا کو دھوکہ دینے کے مرتکب ہُوئے ہیں۔ تو ہم اصلیت پیش کرکے ان کی حماقت یا احمدیہ لٹریچر سے ناواقفیت ظاہر کرتے ہیں۔

اعتراض کا جواب

مولوی صاحب کا اعتراض یہ ہے۔ کہ وُہ قیامت خیز زلزلہ جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی۔ وُہ آپ کی زندگی میں آنا چاہیئے تھا۔ اور بہار کے موسم میں آنا چاہیئے تھا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی زلزلہ کے آنے کی خبر دی ہوتی۔ اور اس کا اپنی زندگی میں آنا ضروری قرار دیا ہوتا۔ مگر وُہ آپ کی زندگی میں نہ آتا۔ تو مولوی صاحب یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ آپ کی زندگی کے بعد جو قیامت خیز زلزلہ آیا ہے۔ اسے آپ کی پیشگوئی کے مطابق نہیں قرار دیا جاسکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متعدد زلزلوں کے آنے کی خبریں دی گئیں۔ اور آپ نے متعدد زلزلوں کے آنے کا کھول کھول کر ذکر فرمایا۔ جیسا کہ آپ کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ کہ دُنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے"

"یاد رہے۔ کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو۔ کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے"

اسی سلسلہ میں اہل ہند کو خاص طور پر مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں:

"کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہر گز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔ مت خیال کرو۔ کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا مونہہ دیکھو گے"

"میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نُوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لُوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ سے خبر پاکر کئی ایک زلزلوں کے آنے کی خبر دی۔ اور ان میں سے بعض کو قیامت کا نمونہ قرار دیا۔ پھر ہندوستان میں کئی زلزلے آنے سے مطلع کیا۔ اور دُوسرے ممالک کی نسبت زیادہ ہولناک اور تباہ کُن زلزلے آنے کا اعلان کیا۔ جب یہ صورت ہے۔ تو پھر ان الفاظ کو لے کر جن میں کسی زلزلہ کا آپ کی زندگی میں آنا مذکور ہو۔ آپ کی وفات کے بعد آنے والے زلزلوں کا انکار کرنا اور آپ کی پیشگوئی کے خلاف قرار دینا حد درجہ کی بد دیانتی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو الفاظ پیش کئے ہیں وُہ ایسے ہی زلزلہ کے متعلق ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آنے والا تھا۔ اور وُہ آپ کی زندگی میں ہی آیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی۔ کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ "پھر بہار آئی خُدا کی بات پھر پُوری ہُوئی" چنانچہ ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کو وُہ زلزلہ آیا۔ اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں۔ اور مالوں کے تلف ہونے سے ہُوا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۱)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہندوستان میں زلزلہ آیا۔ اور بہار کے موسم میں ہی آیا۔ پس جب ایسا زلزلہ مقررہ وقت اور مقررہ موسم میں آچکا ہے۔ تو اب اسے نظر انداز کر کے وقت اور موسم کا اعتراض کرنا بالکل فضول ہے۔ خاصکر اس صُورت میں جبکہ اس زلزلہ کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تحریر فرما چکے ہیں:۔

"یقیناً یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنے والے ہیں۔ خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۱)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ یہ پہلے زلزلوں کے بعد آنے والے زلزلے ہیں۔ اور ان کے متعلق قطعاً یہ شرط نہیں ہے۔ کہ وُہ آپ کی زندگی میں آئیں گے۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں۔ خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر بتائیں۔ اپنی موت کو اور اس امر کو ذہن میں مستحضر کر کے کہ آخر ایک روز اس خدا کے سامنے جانا ہے۔ جو دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔ اور جس کے سامنے کوئی چالاکی۔ کوئی ہوشیاری اور کوئی تلبیس نہیں چل سکتی۔ بتائیں۔ کہ کیا ان حوالوں سے یہ امر ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ اپنی زندگی اور بہار کے دنوں میں جس زلزلہ کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں کی تھی وُہ آپ کی زندگی میں ہی پوری ہو چکی۔ اور وُہ زلزلہ جو "قیامت کا نمونہ" ہوگا۔ اس پیشگوئی کے پُورا ہونے کے بعد آنے والا تھا۔ اور بعد میں آیا۔ جس کے قیامت کا نمونہ ہونے کا سب لوگ اقرار کر رہے ہیں۔

اخبار "سیاست" کا اعتراض

وُہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ایسے دھوکہ اور فریب سے کام لے سکتے ہیں۔ جسے ابھی ابھی ظاہر کیا گیا ہے۔ انہیں اگر اس پیشگوئی کو مشتبہ کرنے کی کوئی اور راہ نظر آتی۔ تو وُہ اسے بھی ضرور اختیار کرتے۔ لیکن انہوں نے کسی اور رنگ میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور اس طرح وُہ اپنی جہالت کا مظاہرہ کرنے سے بچ گئے ہیں۔ لیکن یہ طریق اخبار "سیاست" نے اختیار کرتے ہُوئے لکھا:۔

"ترکوں کو شکست ہو۔ تو مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری اُترے۔ اعلیٰ حضرت نادر شاہ شہید ہوں۔ تو مرزا صاحب کا معجزہ ٹھیرے۔ طاعون اور ہیضہ پھُوٹ پڑے۔ تو مرزا صاحب کی نبوت پر مہر تصدیق ثبت ہو جائے۔ خُدا ایسی نبوت سے بچائے۔ جس سے بجز تباہی و بربادی کچھ حاصل ہی نہ ہوتا ہو گویا نبوت کاہے کو ہُوئی۔ عزرائیل کی سب ایجنسی ٹھیری۔ آزادی کا زمانہ ہے۔ جو جی میں آئے۔ بے محابا فرمایئے۔ کون پوچھنے والا ہے۔ کہ تمہارے مونہہ میں کے دانت ہیں۔ دُنیا تو مصیبت زدوں سے ہمدردی کر رہی ہے۔ اور "الفضل" والے بغلیں بجا رہے ہیں" (۳۔ فروری ۳۴ء)

"سیاست" کے اعتراض کا جواب

لیکن یہ اعتراض کوئی نیا نہیں۔ قرآن شریف نے بتایا ہے۔ کہ پہلے انبیاء کی انذاری پیشگوئیوں کے پُورا ہونے پر بھی ان کے مخالفین یہی کہا کرتے تھے۔ سورۃ یٰسین میں اس کی مثال موجود ہے۔ خدا تعالےٰ ایک منکر قوم کے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے:۔ قالوا انا تطيرنا بكم لئن لم تنتهوا لنرجمنكم وليمسنكم منا عذاب اليم۔ انہوں نے ان رسولوں سے جو ان کی طرف بھیجے گئے۔ کہا۔ کہ ہم نے تم سے بدشگون لیا۔ یعنی تم منحوس ہو۔ کیونکہ تم عذاب کی خبریں دیتے ہو۔ اگر تم ایسی باتیں کرنے سے باز نہ آئے۔ تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے۔ اور ہم سے تم کو بہت دردناک عذاب پہونچے گا۔ گویا بعینہٖ وُہی بات ہے۔ جو آج "سیاست" کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ پس یہ بات ہمیشہ سے چلی آتی ہے کہ انبیاء جب لوگوں کو ان کی بداعمالیوں پر متنبہ کرتے۔ اور باز نہ آنے کی صورت میں عذاب الہیٰ کے نزول کی خبر قبل از وقت دیتے۔ تو عام طور پر لوگ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ لیکن عذاب آنے پر یہ کہنے لگ جاتے۔ کہ "اس نبوت سے بجز تباہی و بربادی کچھ حاصل ہی نہیں ہوتا۔ گویا نبوت کاہے کی ہوئی۔ عزرائیل کی سب ایجنسی ٹھیری"! حالانکہ وُہ عذاب ان کی اپنی ہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتے۔ اور نبی ان کی خیر خواہی کے طور پر ان کو پہلے خبر دے دیتا۔ تاکہ جو بچنا چاہے۔ بچ سکے۔ نبیوں کو منحوس قرار دینے والوں کو جو جواب پہلے دیا گیا۔ وہی ہم دیتے ہیں۔ کہ طائركم معكم ائن ذكرتم بل انتم قوم مسرفون۔ یعنی تمہاری اپنی نحوست ہی تمہارے ساتھ ہے اور تم اسی کا شکار ہو رہے ہو۔ کیونکہ تم خود حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو۔

پس کسی انذاری پیشگوئی کے پورا ہونے پر اسے نبی کی نحوست قرار دینا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ جب کوئی ڈاکٹر اپنے علم اور تجربہ کی بناء پر کسی زانی یا شرابی سے کہے۔ کہ اگر تم نے یہ بد عادات ترک نہ کیں تو آتشک۔ سوزاک یا دمہ وغیرہ عوارض کا شکار ہو جاؤ گے۔ اور وُہ اپنی اصلاح تو نہ کرے۔ لیکن عوارض میں مبتلا ہو جانے پر کہے۔ کہ فلاں ڈاکٹر کی نحوست نے مجھے مبتلائے آلام کر دیا۔

مصیبت زدگان سے ہمدردی اور جماعت احمدیہ

باقی رہا۔ یہ کہنا کہ "دُنیا تو مصیبت زدوں سے اظہار ہمدردی کر رہی ہے۔ اور "الفضل" والے بغلیں بجا رہے ہیں" یہ واقعات کے قطعاً خلاف ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جس بات کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل از وقت دی۔ اس کے پورا ہونے پر ہمارے ایمان ضرور تازہ ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کی ہدایت اور خیر خواہی کے لئے اس کا تفصیل کے ساتھ بیان کرنا بھی ہمارے فرائض میں سے ہے۔ اس لئے کسی پیشگوئی کے پُورا ہونے پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانات اور آپ کے منکرین

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی ۔ اے

فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۳۴ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

صداقت کے انکار

کی ایک نشانی یہ ہے ۔ کہ صرف ایک صداقت کے انکار پر اکتفا نہیں ہوتا ۔ بلکہ ایسے انسان کو بہت سی صداقتوں کا انکار کرنا پڑتا ہے ۔ اسی معیار کے مطابق اگر ہم

غیر احمدیوں کا حال

دیکھیں ۔ تو معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کس طرح صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرنے کی وجہ سے ان کو بہت سی صداقتوں کا انکار کرنا پڑا ہے ۔ اور کس طرح انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کر کے

بے شمار صداقتوں کا انکار

کیا ہے ۔ انہوں نے قرآن کریم کی آیات کا انکار کیا ہے ۔ انہیں قرآن کریم میں بیان کردہ سچائیوں کا انکار کرنا پڑا ہے ۔ اور یہ محض اس لئے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا ۔ گر وہ قرآن کریم کی پیشگوئیوں کو اور دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں کو تسلیم کریں ۔ تو انہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت

کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے ۔ اب آپ کے انکار کا یہ نتیجہ ہوا ۔ کہ انہیں قرآن کی صداقتوں کا بھی انکار کرنا پڑا ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تیرہ سو سال پہلے کی بھی پیشگوئیوں کا انکار کرنا پڑا ۔ پھر

انبیاء سابق

کی ان پیشگوئیوں کا انکار کرنا پڑا ۔ جو انہوں نے ہزارہا سال پہلے کی تھیں ۔ اگر وہ ان کی صداقت کا اقرار کریں ۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی انہیں ماننا پڑتا ہے ۔ پس وہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو پس پشت ڈالتے ہیں ۔ پہلے نبیوں کی خبروں کو پس پشت ڈالتے ہیں ۔ ان کے صحیفوں کو پس پشت ڈالتے ہیں ۔ تا مسیح موعودؑ کو نہ ماننا پڑے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی

صداقت کے معیار

قرآن کریم سے پیش کئے ۔ اور آپ نے قرآن کریم سے ثابت کیا کہ جھوٹے مدعی کو اتنی مہلت نہیں ملا کرتی ۔ اور وہ ہلاک کیا جاتا ہے ۔ اس معیار کے رو سے آپ نے اپنی صداقت ثابت کی ۔ جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صداقت کفار پر ثابت کی تھی ۔ مگر اس کی پروا نہ کی گئی ۔ اور یہ خیال نہ کیا گیا ۔ کہ اس معیار کے انکار سے قرآن غلط ثابت ہوگا ۔ اور ان آیات کا جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے ۔ انکار کر دیا ۔ کیونکہ ان کے رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا ماننا پڑتا تھا ۔ پھر ان

پیشگوئیوں کا انکار

کیا ۔ جو قرآن کریم میں موجود تھیں ۔ بجائے اس کے کہ ان پیشگوئیوں کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کرتے ۔ اور ان کے پورا ہونے کو

اسلام اور قرآن کی صداقت

کے لئے بطور ثبوت پیش کر کے کہتے ۔ کہ دیکھو تیرہ سو سال پہلے جو باتیں کہی گئی تھیں ۔ وہ آج کس طرح پوری ہو رہی ہیں ۔ وہ ان کے منکر ہو گئے ۔ کیوں اس لئے کہ وہ اگر انہیں صحیح مانیں ۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

صادق اور راستباز

ماننا پڑتا ہے ۔ اس وجہ سے ان کی زبان جل جاتی ہے ۔ اور وہ ان کو بیان نہیں کرتے ۔ پھر اس زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں ۔ مگر وہ انہیں اسی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے ۔ کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے ۔ حالانکہ

ایمان کا تقاضا

یہ تھا ۔ کہ وہ فخر کے طور پر آج انہیں غیر مذاہب کے سامنے پیش کر کے کہتے ۔ کہ دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے جو باتیں بیان فرمائی تھیں ۔ وہ پوری ہو رہی ہیں ۔ مگر چونکہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے اس لئے انہیں پیش ہی نہیں کرتے ۔ ان میں سے بعض لوگ حج کے لئے جاتے ہیں ۔ اور قرآن کریم کی پیشگوئی

واذا العشار عطلت

اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھتے ہیں ۔ لیکن نہ وہاں اور نہ یہاں آکر یہ ذکر کرتے ہیں ۔ کہ قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں ۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے انہیں موت نظر آتی ہے ۔ کیونکہ اگر ان کا اظہار کریں ۔ تو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت تسلیم کرنی پڑتی ہے ۔ جس کے لئے وہ تیار نہیں ۔ اب دیکھو ایک صداقت کے انکار سے ان کو کتنی صداقتوں کا انکار کرنا پڑا ۔ اس شخص کے

ایمان کا اندازہ

کرو ۔ جس کے سامنے قرآن کریم کے وہ معیار پیش کئے جاتے ہیں جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے ۔ مگر وہ انکار کرتا ہے ۔ تاکہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننا پڑے ۔ اگر ایسے لوگ ایمان رکھتے ۔ تو یہ زمانہ ان کے لئے

عید اور خوشیوں کا زمانہ

تھا ۔ کیونکہ اس زمانہ میں جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ۔ اس نے کہا ۔ میرا وجود نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

صداقت کا ثبوت

ہے ۔ جو نشان میرے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں ۔ وہ میرے نہیں ۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں ۔ میری پیشگوئیاں میری نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں ۔ اگر مسلمان کہلانے والے عقلمند ہوتے ۔ تو خوشیاں مناتے اور اچھلتے ۔ اور اگرچہ یہ دن مصائب اور پریشانیوں کے دن ہیں ۔ لیکن اگر وہ سچے دل سے

اسلام سے محبت

کرنے والے ہوتے ۔ تو یہ دن مشکلات کے باوجود ان کے لئے خوشیوں کے دن ہوتے ۔ مگر حالت یہ ہے کہ جب کوئی نشان ظاہر ہوتا ہے ۔ تو ان کے ہاں ماتم بپا ہو جاتا ہے ۔ کہ اس سے بھی مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہوگی ۔ اور اتنا نہیں سوچتے ۔ کہ آپ

کے انکار سے دراصل وہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار

کرتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہی فیض ہے۔ آپ ہی کی صداقت کے اظہار کے لئے اللہ تعالےٰ یہ نشانات ظاہر کر رہا ہے

ایک تازہ نشان

آج کل ہی ظاہر ہوا ہے۔ اس وقت بارش شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اس پر زیادہ نہیں بول سکتا۔ اس نشان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

صداقت اور عظمت

ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر اس زلزلہ کے متعلق آپ کی کوئی خاص پیشگوئی نہ بھی ہوتی۔ تو بھی اس زلزلہ کا آنا آپ کی صداقت کا ایک بین ثبوت تھا۔ کانگڑہ میں جب زلزلہ آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تو ایک پیش خیمہ ہے۔ اس کے بعد اور بھی زلزلے آئیں گے۔ اور مختلف ممالک میں آئیں گے۔ اور یہ پیشگوئی آپ کی زندگی میں ہی ایسی طرح پوری ہو گئی۔ کہ دنیا نے مان لیا۔ کہ روئے زمین پر

زلزلوں کی ایک وبا

شروع ہو گئی ہے۔ اور اخباروں نے لکھا۔ کہ ہم سمجھتے تھے۔ زمین اب اس قدر پختہ ہو چکی ہے۔ کہ بالکل محفوظ ہے۔ کیونکہ ہزارہا سال اس پر گذر گئے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ نہیں۔ یہ تو ابھی اس قدر غیر محفوظ ہے۔ کہ اگر رہنے کے لئے کوئی اور جگہ ہوتی۔ تو اسے چھوڑ جاتے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ عیسوی سن کی پہلی صدی سے لے کر اس وقت تک کوئی ایسا زمانہ نہیں ہوا جس میں اس کثرت سے اور ایسے شدید زلزلے آئے ہوں۔ جیسے کہ اس زمانہ میں آئے ہیں۔ اب ایک زلزلہ بہار میں آیا ہے جو

قیامت کا نمونہ

ہے۔ آپ نے عام طور پر زلزلوں کی خبریں دی تھیں۔ پھر ہندوستان کو مخصوص کیا تھا۔ اور اہل ہند کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ یہ نہ سمجھو کہ ہندوستان محفوظ ہے۔ اور زلازل دوسرے ممالک میں ہی آئیں گے بلکہ تم بھی نوح کا زمانہ دیکھو گے۔ اور لوط کی بستی کا نظارہ مشاہدہ کرو گے۔ اس سے آپ کی صداقت اور بھی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ نے ایک طرف عام طور پر زلزلوں کی خبریں دیں۔ پھر ہندوستان کو خاص کیا۔ پھر یہی نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ پر اس زلزلہ کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں ظاہر کیں۔ جن سے آپ کی صداقت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جو زلزلہ قیامت کا نمونہ ہو گا۔ وہ

ہندوستان کے شمال مشرق

میں آئیگا۔ پہلا زلزلہ ہندوستان کے شمال مغربی حصہ میں آیا تھا۔ اب شمال مشرق میں آئے گا۔ گویا آپ نے وہ جگہ بھی بتا دی۔ جہاں زلزلہ آنا تھا۔

پھر آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ وہ کوئی معمولی زلزلہ نہیں ہو گا۔ بلکہ قیامت کا نمونہ ہو گا۔ پھر ساتھ ہی وقت بتا دیا۔ جہاں آپ نے

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

کی پیشگوئی بیان فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کا ایک الہام یہ بھی ہے۔ کہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اور ساتھ ہی ایک شدید زلزلہ کے متعلق الہامات ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے نادر شاہ کے متعلق الہام کو اور موسم بہار میں آنے والے شدید زلزلہ کے متعلق الہامات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اتارا۔ اور پھر ۲۸ سال کے لمبے عرصہ بعد وہ الہامات اسی طرح آگے پیچھے ہو کر پورے ہوئے جس طرح آج سے ۲۸ سال قبل وہ نازل ہوئے۔ اس طرح آپ نے یہ بتا دیا تھا۔ کہ نادر شاہ کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد یہ زلزلہ آئے گا۔ پھر آپ کے ایک الہام سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے

زلزلہ کی تاریخ

بھی بتا دی ہے۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۵ء کا ہی آپ کا ایک الہام ہے۔ کہ

"ایک چونکا دینے والی خبر"

اس میں کوئی خاص خبر نہیں بتائی۔ بلکہ ۱۵ر جنوری کو یہ الہام نازل کر کے یہ ظاہر کیا۔ کہ ۱۵ر جنوری کو ایک چونکا دینے والا واقعہ ہو گا جس کی خبر تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔

غرض پہلے عام طور پر دنیا میں زلزلوں کی خبر دی۔ پھر

خاص ہندوستان میں

پھر اس کے شمال مشرقی حصہ میں زلزلہ آنے کا ذکر کیا۔ پھر یہ بتایا کہ نادر شاہ کے واقعہ کے بعد یہ زلزلہ آئے گا۔ پھر موسم بتایا۔ کہ بہار میں ہو گا۔ بہار وہ موسم ہے۔ جب کونپلیں نکلتی ہیں۔ اور سب جانتے ہیں۔ کہ جن مقامات میں سردی کم ہوتی ہے۔ وہاں کونپلیں جلد نکل آتی ہیں۔ جیسا کہ بہار اور بنگال ہے۔ اس طرح آپ نے موسم اور تاریخ بھی بیان کر دی۔ پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ وہ

زلزلۃ الساعۃ

ہو گا۔ اس کے متعلق مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ واقعی یہ زلزلۃ الساعۃ تھا۔ اخبارات کے بعض ایڈیٹر وہاں گئے ہیں۔ اور بچشم خود حالات کو دیکھ کر انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ہم نے یہاں آ کر جو کچھ دیکھا ہے

شائع شدہ خبریں

اس کے مقابل میں ہیچ ہیں۔ یہاں کی اصل حقیقت کوئی زبان نہیں بیان کر سکتی۔ اور کوئی قلم لکھ نہیں سکتا۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا جب مصیبت نازل ہوئے کئی دن گذر چکے۔ وہ

صرف آثار کو دیکھ کر

یہ کہہ رہے ہیں۔ اگر اصل نظارہ دیکھتے۔ تو نہ معلوم کیا کہتے۔ نظارہ دیکھنے والوں کا بیان ہے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ زمین کو چرخی پر رکھ کر گھمایا جا رہا ہے۔ مکانات الٹ کر کہیں کے کہیں جا پڑے۔

کئی مکانات کے رخ بدل گئے۔ گورنر بہار نے بیان کیا ہے۔ کہ خدا نے بہت رحم کیا۔ کہ زلزلہ دن کے وقت آیا۔ اگر رات کو آتا تو

مرنے والوں کی تعداد

لاکھوں تک پہنچ جاتی۔ پھر صرف یہی نہیں۔ کہ

شدید زلزلہ

آیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اور بھی کئی طرح کے مصائب رونما ہو گئے۔ جن کا خمیازہ معلوم نہیں۔ کہ کس صورت میں کھینچنا پڑے۔ ندیاں خشک ہو گئیں۔ ان کے نام و نشان مٹ گئے۔ اس کے مقابلہ میں خشک زمینیں ندیاں بن گئیں۔ گورنر نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ دریاؤں کے راستے بدل گئے ہیں۔ اونچی زمینیں نیچی ہو گئیں۔ اور نیچی اونچی۔ کئی مقامات سے زمین شق ہو گئی۔ غرضیکہ یہ زلزلہ فی الواقعہ

قیامت کا نمونہ

تھا۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو خدا تعالےٰ کے کھلے کھلے نشانات کو دیکھ کر حق سے اعراض کر رہے ہیں۔

رباعیاتِ حسن

(۱)

خبر تھی جس کے آنے کی وہ مردِ باخدا آیا
وہ تھا تو امّتی - پر در لباسِ انبیا آیا
کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ و ابراہیمؑ
کبھی وہ بانسری والا کرشنا میرزاؑ آیا

(۲)

خدا کی راہ میں دریا صفت بہتے چلے جاؤ
ہر اک رنج و الم۔ جور و جفا سہتے چلے جاؤ
کناروں تک زمیں کے گر تمہیں تبلیغ کرنی ہے
الیس اللہ بکافٍ عبدہ کہتے چلے جاؤ

حسن رہتاسی

نمونۂ قیامت زلزلہ کے ہیبت ناک حالات

۱۵ر جنوری کے زلزلہ نے ایک وسیع علاقہ میں جسقدر تباہی و بربادی پیدا کی ہے۔ اسے الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ تاہم اس بطش شدید اور خدائی قہر کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا یہی طریق ہے۔ اس لئے مختصر بیانات کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

آن کی آن میں کیا سے کیا ہوگیا

اخبار مدینہ ۲۸ر جنوری لکھتا ہے:۔

"۱۵ر جنوری کے ہولناک اور قیامت خیز زلزلہ سے صوبہ بہار کے شمالی حصہ میں جو تباہی آئی ہے۔ اس کا صحیح تصور قائم کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ اخبارات کی تمام اطلاعات سرکاری اعلانات کی جملہ تفصیلات اور اخباری ایجنسیوں کے پورے اندازے اس مصیبت اور تباہی کا کوئی ہلکا سا تخمینہ بھی نہیں پیش کر سکتے۔ جو دفعۃً اور بغتۃً چند منٹوں میں مونگھیر۔ مظفر پور۔ چمپارن۔ سمستی پور وغیرہ کی عمارتوں ابنائے آدم اور جان و مال پر نازل ہوئی۔ کارکنان قضا وقدر نے چند لمحات میں ایک ہنستی کھیلتی اور خوش وخرم سرزمین کو ماتم سوگواری اور تباہی و بربادی کے الم انگیز خطے میں تبدیل کر دیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

تباہی کا اندازہ لگانا بالکل ناممکن ہے لیکن قیاس اور تخمینہ کہتا ہے۔ کہ سرکاری اعلانات سے بہت زیادہ جان و مال کا نقصان ہوا جس زلزلہ نے شہر کے شہر ویرانے اور کھنڈر بنا دیئے ہوں۔ اس کی تباہ کاری کے متعلق اعداد و شمار سے گفتگو کرنا بالکل بے کار ہے۔ ہندوستان کے لوگ سان فرانسسکو اور ٹوکیو کی تباہی و بربادی کی داستانیں سنکر لرزہ براندام ہوا کرتے تھے لیکن اب انہیں سمندر پار کی کہانی سن کر عبرت اندوز ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کربلائے مصیبت خود ان کے گردو پیش اور قرب وجوار میں آگئی ہے

مسٹر پی سین گپتا چیف آڈیٹر کو اپریٹو سوسائٹی نے زلزلے کے اثرات کا جو بیان شائع کیا ہے۔ اس سے عبرت و بصیرت کی آنکھیں کھل سکتی ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں سونپور جا رہا تھا۔ ابھی چار یا پانچ میل ہی گئے ہوں گے۔ کہ گاڑیاں ادھر ادھر ہلنے لگیں اور مسافر اپنی نشستگاہوں سے اچھل اچھل کر گرنے لگے۔ گاڑی رک گئی۔ اس لئے کہ پٹری خراب ہو چکی تھی۔ اور مسافر اتر گئے۔ مسٹر گپتا کہتے ہیں۔ کہ ہم نے دیکھا۔ کہ کھیتوں کا پانی اور کیچڑ ایک ایک فٹ اونچا اٹھ اٹھ کر گر رہا تھا۔ مظفر پور واپس آنے پر مسٹر گپتا نے دیکھا۔ کہ راستے اور گذرگاہیں مسمار شدہ مکانات کے ملبے سے پٹی پڑی ہیں۔ ان محلوں میں سب سے زیادہ جان و مال کی تباہی نازل ہوئی۔ جہاں مکان بہت گنجان تھے۔ گلیاں تنگ تھیں۔ اور انہدام اور بربادی نے ساکنوں کو اتنی مہلت بھی نہ دی۔ کہ اپنے مسکن سے نکل کر دور جا سکیں۔ گلیوں کے دونوں جانب کے مکانات گر کر زندہ انسانوں کی قبریں بن گئے تھے۔ جن دو محلوں میں مسٹر گپتا پہنچے۔ وہاں ایک چارپائی پر تین تین چار چار لاشیں اوپر تلے رکھی ہوئی پائی گئیں۔ اس ہولناک داستان سے بھی زیادہ لرزہ انگیز بیان مسز کے سی گھوش کا ہے۔ جو مجروح اور خستہ ہو کر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں۔ کہ ہمارے مکانات مونگھیر میں بہترین قسم کے تھے۔ خوبصورت مضبوط اور شاندار لیکن جس وقت زلزلہ آیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی خوفناک بھوت تمام سرزمین کو اپنے طاقتور ہاتھوں میں لے کر جھنجھوڑ رہا ہے۔ اور تمام مکانات اس کے وحشتناک جھٹکوں کیسا تھ لرز رہے ہیں۔ دو منٹ کے اندر تمام قرب وجوار کھنڈر بن کر رہ گیا۔ مسز گھوش کہتی ہیں۔ کہ وہ وقت بھی کتنا حسرتناک تھا۔ جب ہم اپنے تمام عزیز سے عزیز مال و متاع کو چھوڑ چھوڑ کر جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے۔ ابھی ابھی ہمیں دنیا کی تمام نعمتیں میسر تھیں لیکن دو منٹ کے بعد جو دیکھتے ہیں۔ تو جسم کے کپڑوں کے سوا کوئی شے ہماری نہیں تھی۔ ہر شے زمین کے اندر دفن ہو چکی تھی۔ اور ہم بے خانماں ہو کر میدان میں کھڑے تھے۔ جنوری کے ان ٹھٹھرتے ہوئے جاڑوں کی رات ہم نے ایک درخت کے نیچے ٹھٹھرتے اور کانپتے ہوئے گذاری۔"

پل میں ندیاں سوکھ گئیں اور جل تھل ہوگیا

(۲) پنڈت ٹھاکر دت صاحب موجد امرت دھارا لاہور نے زلزلہ سے تباہ شدہ علاقہ کا دورہ کرتے ہوئے اخبار ملاپ ۱۰ر فروری میں ایک مضمون شائع کرایا۔ جس میں لکھا

"پربھو کی مہما کے گیتوں میں جب گاتے تھے۔ کہ پل میں ندیاں سوکھ جاویں۔ اور پل میں جل تھل بھی ہو جائے۔ تو کچھ حیرانی تو ضرور ہوتی تھی۔ کہ آخر مینہ برسنے تھل پر جل ہوتے کچھ تو دیر لگتی ہوگی۔ اب سمجھ میں آیا۔ کہ اس کے اور طریقے بھی ہیں۔ ۵ منٹ کے اندر جدھر دیکھو ریت اور پانی ہی بہتا دکھائی دیتا تھا۔ مظفر پور۔ سمستی پور۔ موتی ہاری۔ بیتیا مڑھی دربھنگہ وغیرہ بڑے بڑے شہر ہیں۔ جہاں یہ اصلی بھونچال تھا۔ اور علاقہ یہ بہت لمبا ہے گاؤں میں اگرچہ مکان چھوٹے چھوٹے ڈھلوان چھتوں والے ہونے سے بہت گرے ہیں۔ مگر جو مٹی کے تھے۔ وہ پھٹ گئے ہیں۔ کنوئیں ان کے اندر سے اچھلی ریت سے بھر گئے ہیں۔ کھیت بالو ریت سے دب گئے ہیں۔ کہیں پانی کے نیچے گل رہے ہیں۔ کہیں اس قدر زمین پھٹی ہے۔ کہ مکان ہی زمین کے اندر غرق ہو گیا۔ ایک جگہ سینکڑوں من دھان کاٹ کر کھلیان لگایا تھا۔ اس میں سے ایک تنکا پتہ نہیں کہاں ہے۔

موتی ہاری جاتے ہوئے ایک ندی راستہ میں آئی۔ اس کا پل ٹوٹ چکا تھا۔ اور ندی میں کچھ اس کے نشان دکھائی دیتے تھے۔ سامنے ایک فرلانگ پر ریل کا پل ہی چوڑ چپٹ پڑا تھا۔ وہاں بھی کشتی کے ذریعہ پار ہوئے۔ وہاں پتہ لگا۔ پل پر سے ایک گڈا جا رہا تھا۔ وہ بھی پل کے ساتھ نیچے آ گرا۔ اور نہ اب گڈا۔ نہ بیل نہ آدمی کسی کا ذرا بھی نشان باقی ہے مظفر پور میں ایک طرف بازار پھٹا۔ ایک لڑکا بائیسکل پر سوار جا رہا تھا۔ کہ پھٹ کر پانی نکلتے ہی وہ اس میں آ گرا۔ کہتے ہیں بائیسکل تو نکل آیا۔ کہیں پھنسا رہ گیا۔ مگر اسی طرح لڑکا کہاں پاتال سما گیا۔ کون جانتا ہے

مظفر پور میں اگرچہ زمین ویسے ہی پھٹی ہے۔ مگر نقصان اتنا نہیں جتنا کہ مونگھیر میں ہے۔ شائد پھٹ جانے سے دھکہ نزدیک کچھ کم ہو جاتا ہوگا۔ یہاں ایک پرانا بازار تو بالکل مونگھیر کی طرح ہی اینٹوں اور ملبہ کا ڈھیر ہوا ہوا ہے۔ مگر باقی شہر میں مکان بہت سے موجود ہیں۔ اور کاروبار بھی اب ہو رہا ہے۔ نئے بازار میں دن کو برابر کام ہوتا ہے۔ اندازاً ایسا کہہ سکتے ہیں۔ کہ نصف شہر گر گیا ہوگیا۔ زمین پھٹنے کے یہاں عجیب نظارے دیکھے۔ ایک شخص کی نئی بنی ہوئی کوٹھی جس پر لاکھوں روپیہ خرچ آیا ہوگیا۔ اس وقت عوام کے واسطے تماشہ بن رہی ہے۔ کوئی فرلانگ اس سے پرے زمین کو بڑے بھاری دراڑ آئے۔ جو کہ کوٹھی کے ایک حصہ سے گذرے۔ پانی کی بڑی بھاری نہر جاری ہو گئی۔ راستہ کے سب مکان گر گئے۔ کوٹھی کا وہ حصہ گرا ہوا اور دھنسا ہوا اب تک دکھائی دیتا ہے۔ باقی سب کوٹھی بھی ہل گئی ہے اور کتنی گہری وہ ہوگی۔ کوئی جان نہیں سکتا۔ اگرچہ زمین ہل گئی ہے۔ پھر بھی گہری ہے۔ اور برابر اب تک اس نہر کی گہرائی اور پاٹ موجود ہے۔ جو کہ ریت سے بھری ہوتی ہے۔ مکانوں میں کنوؤں کے پاس ڈھیر ریت کے ابھی تک پڑے ہیں۔ اور لوگ کہتے ہیں پانی کے بڑے بڑے ستون زمین سے گز دو گز اونچے اس وقت نکل رہے تھے۔ اور بازاروں میں پانی ہی پانی ہو گیا تھا۔ ایک کنوئیں کی دیوار کو پھاڑ کر بالو ریت نکلی تھی۔ اتنا بھی سہارا نہیں۔ کہ اتنے بڑے کوئیں سے ہی نکل جائیں۔ اسی ریت میں کہیں گھونگے بھی نکلے ہوتے ہیں۔ نہ جانے نیچے کوئی نیا سمندر ہے۔ مالک کی دنیا عجیب ہے۔ ہندوستان میں تو ایسے زلزلے کی مثال دکھائی نہیں دیتی ؎

بھائیں بھائیں کرتا ہؤا ویرانہ

"زمیندار" ۱۳ فروری میں مولوی ظفر علی صاحب نے ایک مضمون درج کیا۔ جس میں لکھتے ہیں۔

بہار پر زلزلہ کی وجہ سے جو تباہی آئی ہے۔ اس کی تصویر نہ قلم کھینچ سکتا ہے نہ زبان میں یہ قدرت ہے کہ اس کی شرح کا حق ادا کر سکے۔ اس جسم پر رونگٹے کھڑے کر دینے والی روح کو لرزا دینے والی مصیبت کا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس نے موقعہ پر پہنچ کر برگشتہ بخت بہار کی ہولناک بربادی کے منظر اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے خود دیکھے ہوں۔ شہروں کے شہر جن میں کل تک ایک نظر افروز تمدن کی گھما گھمی تھی۔ آج ایک بھائیں بھائیں کرتا ہؤا ویرانہ ہیں۔ امراء کی دلکشا اور سربفلک عمارتیں جن کی تعمیر پر لاکھوں روپیہ خرچ ہؤا تھا۔ کھنڈروں کا ڈھیر ہیں۔ غریبوں کے جھونپڑے جن کے ساتھ قدرت کے بے پناہ ہاتھ نے کم از کم اس دفعہ مساوات کا برتاؤ کیا ہے ایک تو وہ خاکستر ہیں جن کے ملبہ میں ہزاروں انسانوں کی نعشیں دبی ہوئی ہیں۔ بہار ایسا اجڑا ہے کہ اسے پھر اپنی اصلی حالت پر آنے کے لئے برسوں بلکہ قرنوں کی ضرورت ہوگی۔ بشرطیکہ تائید ایزدی کے ساتھ وہ انسان جن پر یہ آفت نہیں آئی، اپنا فرض پہچانیں۔

۱۵ جنوری کے زلزلہ کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی

اخبار سرفراز ۱۳ فروری لکھتا ہے۔

۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو بہار کے بعض حصوں میں جیسا عظیم زلزلہ آیا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس زلزلے سے مکانات کو جو نقصان پہونچایا۔ چیزوں کی جو تباہی ہوئی۔ مال و اسباب کی جو غارت گری ہوئی اور ان سب سے بدتر انسانی زندگی کی جو ہلاکت ہوئی اس کا بیان انسانی قلم سے ناممکن ہے۔ جتنا بھی لکھا جائے وہ تھوڑا ہے کہا جاتا ہے۔ کہ قیامت کا دن وہ ہولناک روز ہوگا۔ کہ مائیں اپنے بچوں کو باپ اپنے بیٹوں کو بھائی اپنے بھائیوں کو بیویاں اپنے شوہروں کو نہیں پوچھیں گی اور ایک نفسی نفسی کا عالم ہوگا مگر اس زلزلہ نے اس سماں کو آنکھوں سے دکھا دیا۔ کون عزیز کدھر ہے۔ اور کس عالم میں ہے۔ کوئی اس کو دیکھنے والا نہیں تھا۔ ۱۸۹۷ء کا زلزلہ بھی سخت تھا۔ مگر بڑے بوڑھے یہی کہتے ہیں۔ کہ اس زلزلے کے مقابلہ میں اس کی کوئی ہستی نہیں تھی۔ میں خود اس قول کا پوری طرح مؤید ہوں۔ اس زلزلہ سے مکانوں کو اور اسباب کو چنداں نقصان نہیں ہؤا تھا۔ مگر اس نے تو کایا ہی پلٹ دی۔ امیر و غریب کو یکساں کر دیا۔ اگر کسی امیر کا پختہ مکان زمین دوز ہو گیا تو اسی طرح ایک غریب کا کچا مکان بھی زمین سے آ لگا۔ جس طرح ایک امیر میدان میں شامیانہ میں بسر کر رہا ہے۔ اسی طرح ایک غریب بھی میدان میں کپڑا گھیر کر زندگی کے دن کاٹ رہا ہے۔ دریائے گنگا کے شمالی اضلاع میں اس زلزلہ نے جو نقصان پہنچایا اس کی تصویر کشی اولاً تو ناممکن ہے۔ اگر کچھ لکھا جائے تو وہ سخت سے سخت قلب کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ موتیہاری کا پورا ضلع خاص کر کے شہر موتیہاری اور رکسول سے آمد و رفت ناممکن ہے۔ تقریباً کل بڑی عمارتیں یا تو زمین کے برابر ہو گئی ہیں یا بے حد خستہ حال ہو گئی ہیں اور ناقابل سکونت ہو گئی ہیں۔ شہر کربلا جہاں تعزیئے دفن ہوتے ہیں۔ گر کر ۵ اگز کے فاصلہ پر جا پڑی ہے۔ لال محمد اور بپن بابو کے مکانات کے سمت شمال سے مشرق کی طرف پھر گئے ہیں۔ بہار بینک کے ایک کنوئیں کی سطح زمین سے چھ فٹ بلند ہو گئی ہے۔ اور اسی بنک کا ایک لوہے کا صندوق زمین کے اندر دس فٹ دھنس گیا اور بمشکل نکالا جا سکا۔ ساہو فیملی میں ایک لوہے کا صندوق ہنوز زمین کے اندر ہے۔ اور کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ بتیہ کے مناظر اس سے زیادہ سخت ہیں۔ بڑے بڑے شگاف زمین میں رونما ہو گئے۔ کھیتوں اور باغوں میں جو شگاف ہو گئے ہیں۔ وہ انسان اور حیوان دونوں کے لئے خطرناک ہیں۔ سب سے زیادہ قابل افسوس امر یہ ہے کہ دو دیہات (اکڈرمہ اور نیلٹوکہ) زمین کے اندر سے آگ نکلنے کی وجہ سے بالکل برباد ہو گئے۔ آدا پور میں بھی کثیر نقصان ہؤا۔ یہاں بھی دو دیہات پارہ اور کوریا زمین کے اندر سے آگ نکلنے کی وجہ سے جل کر بالکل تباہ ہو گئے۔"

زمین پھٹ گئی اور اس میں آدمی اور حیوان غرق ہو گئے

آریہ پرادیشک پرتی ندی سبھا لاہور کے ایک نمائندہ نے جو زلزلہ زدہ علاقہ میں گیا ہؤا ہے۔ ملاپ ۱۳ فروری میں لکھا ہے۔

"موتی ہاری کے لوگوں نے بتلایا۔ کہ جب زمین پھٹی ہے۔ تو اس میں سے پہلے تو دھواں نکلا۔ جس سے بالکل اندھکار چھا گیا اس کے بعد پانی کے فوارے آدھ گھنٹہ تک چھوٹتے رہے اور پھر ریت نکلنے لگی۔ پھٹی ہوئی زمین میں کتنے ہی لوگ گر گئے اور غرق ہو گئے ان کا اب نام و نشان نہیں ملتا۔ بابو متھرا پرشاد مختار کا لڑکا دراڑ میں گر گیا۔ اور اس کا پتہ نہیں لگ سکا۔ یہاں کے رئیس بابو گنیش پرشاد ساہو چیئرمین میونسپلٹی کی نوکرانی بھونچال میں دوڑنے لگی۔ زمین پھٹی اور اس میں سما گئی۔ ایک نوجوان طالب علم للتا پرشاد سکول سے بھاگا بھاگا آ رہا تھا۔ راستہ میں زمین پھٹی اور وہ گردن تک اس میں گر پڑا۔ بڑی مشکل سے اسے نکالا جا سکا۔ اسی طرح بہت سے مسافر اور دیہاتی زمین پھٹنے سے اس میں سما گئے ہیں بہت سے بیل اور بھینسیں اور گھوڑے بھی اسی طرح زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہیں۔ ایک سالم بیل گاڑی زمین کے شکم میں گم ہو گئی ہے۔ اور اس کا اب کچھ پتہ نہیں ملتا۔

مہارانی سیتا کی جائے ولادت کی حالت

پنڈت دہرم دیر سکرٹری آل انڈیا شردہانند ٹرسٹ دہلی کا ایک بیان ۱۶ فروری کے پرتاپ میں چھپا جس میں وہ لکھتے ہیں۔

شہر سیتا مڑھی جو مہارانی سیتا کا جنم استھان اور کبھی مظفر پور ضلع کا سرسبز سب ڈویژن تھا۔ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ گرے ہوئے اور ریت سے بھرے ہوئے مکانات ہولناک نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ کئی مکانات ایک ایک منزل زمین میں دھنس گئے ہیں زمین میں جابجا شگاف اور گڑھے پڑ گئے ہیں۔ زرخیز کھیت ریتلی اور ناقابل کاشت زمین میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس رقبہ میں زلزلہ نے بہت زیادہ تباہی کی ہے۔ دریاؤں کی تہیں اونچی ہو گئی ہیں تمام بڑی بڑی نالیاں جن میں میونسپل کمیٹی کی نالیاں بھی شامل ہیں ریت سے بھر گئی ہیں۔ شہر کے آس پاس ابھی تک پانی جمع ہے جسے بہنے کے لئے کوئی رستہ نہیں ملتا۔ کئی دیہات بھی پانی سے گھرے ہوئے ہیں اور ان تک پہنچنا ناممکن ہو رہا ہے۔ جھٹکے اور گڑگڑاہٹ کی آوازیں وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں۔ لوگ ابھی تک سہمے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں تیسرا زبردست جھٹکا محسوس ہؤا۔ جس سے بعض مکانات گر گئے۔ اور زمین میں شگاف ہو گئے۔ جن میں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ لوگ رات کو نہیں سوتے۔ بلکہ تمام رات جاگتے رہتے ہیں۔ بعض حصوں میں زمین کے شگافوں سے دھواں نکل رہا ہے۔"

قیامت کا نظارہ

۱۶ فروری کے ملاپ میں ایک آریہ سیوک کا طویل مضمون شائع ہؤا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے۔

سیتا مڑھی کے آس پاس اندازاً دو ہزار مربعہ میل میں ریت کا ڈھیر لگ گیا ہے۔ جو پہاڑ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ یہ بابو چمپارن مظفر پور اور دربھنگہ اضلاع تک پھیلی ہوئی ہے۔ بھو کیمپ نے حاجی پور سب ڈویژن کے دیہاتوں میں پرلے کا درشیہ اوپسچفت (قیامت کا نظارہ پیدا) کر دیا ہے۔

زلزلہ کے متعلق گورنمنٹ بہار کا بیان

۱۴ فروری کو پٹنہ میں بہار کونسل کا جو اجلاس ہؤا۔ اس میں بھونچال زدہ علاقوں کی صورت حال بحث کا خاص موضوع تھا۔ گورنر خود گیلری میں موجود تھا۔ آنریبل نرسو نارائن سنہا فنانس منسٹر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

صوبہ میں نہایت زبردست تباہی ہوئی ہے۔ اتنی تباہی انسانی یادداشت کے اندر کبھی اس صوبہ میں نہیں ہوئی۔ انہوں نے ۵۰ سال کے اندر اندر اپنی محنت سے جو کچھ تیار کیا تھا۔ اور جس میں اس کی اتنی امیدیں پنہاں تھیں۔ وہ سب چکنا چور ہو گیا ہے۔ اور بہار آج تباہ و ویران نظر آتا ہے۔

ماہرین جیولاجی کا بیان ہے کہ جتنا سخت یہ زلزلہ آیا ہے اور جتنا زیادہ اس سے نقصان ہؤا ہے۔ اتنا بہت ہی تھوڑے بھونچالوں میں ہؤا ہے۔ موتی ہاری سے لے کر مغرب میں چمپارن تک مشرق میں پورنیا تک تقریباً دو سو میل کا فاصلہ ہے۔ اور نیپال کی سرحد تک مونگھیر جو ۸۰ میل کا فاصلہ ہے۔ کے علاقہ میں

زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سب اطراف میں کئی کئی میل کا علاقہ ایسا ہے۔ جہاں جھٹکے اتنے سخت نہیں تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہاں مال کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ زمین میں بڑی بڑی دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ اور ان دراڑوں میں سے بڑا پانی نکل آیا ہے۔ اسی طرح کئی مقامات پر خشک زمین پر پانی کے چشمے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ان کے اندر سے بہت بڑی مقدار میں ریت برآمد ہوئی ہے۔ اور ہزاروں مربع میل تک ریت ہی ریت پھیلی ہوئی ہے۔ زلزلے کے اسباب کے متعلق وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اس کی وجہ آتش فشاں پہاڑ نہیں ہے۔ کئی ماہرین کا بیان ہے۔ کہ اس زلزلہ کی وجہ غالباً یہ تھی۔ کہ تمام ہندوستان کو شمال میں ہمالیہ کی طرف دھکا لگا ہے۔ اس دباؤ کو ثابت کرنے کے لئے کئی دلائل پیش کی گئی ہیں چند ماہرین کا بیان ہے۔ کہ سردی کی وجہ سے زمین زیادہ سکڑ گئی ؛

چند ماہرین کا خیال ہے۔ کہ ہمالیہ کے دامن کی پہاڑیاں اونچی اٹھ گئی ہیں۔ لیکن دباؤ کی وجہ چاہے کچھ ہو۔ لیکن اس دباؤ کا اثر جو گذشتہ سال سے زمین پر پڑ رہا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ زمین کے اندر ایک زبردست خلا کے اوپر کی چٹانیں بالآخر لیٹ گئیں۔ جس سے اس خلا کے اوپر اور اس کے اردگرد آنا زلزلہ آیا جب ایک دفعہ یہ چٹانیں گر گئیں۔ تو وہ دباؤ ہٹ گیا۔ سطح زمین سے بہت نیچے زمین کے اندر گڑھے پڑ گئے۔ اور پھر زمین کے ٹھیک ہونے میں چند خفیف جھٹکے محسوس ہوئے۔ لیکن اب بظاہر زمین کی سطح پھر مستحکم اور پرسکون ہو گئی ہے۔

ماہرین جیالوجی نے اس زلزلہ کے متعلق جو تفاصیل حاصل کی ہیں۔ ان سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ جس جگہ زمین ٹوٹی ہے۔ وہ سیتا مڑھی اور مونگھیر کے درمیان واقع ہے۔ اور اس قسم کی دوسری لائن دربھنگہ اور بھاگلپور اضلاع سے ہوتی ہوئی پورنیا کی طرف جاتی ہے۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں بھی اس قسم کے زلزلے کے چند ریکارڈ موجود ہیں۔ غالباً وہ زلزلہ سخت نہیں تھا۔ لیکن اگر اس زلزلہ کے اسباب کے متعلق یہ تھیوری ٹھیک ہے۔ تو اس زلزلہ سے زمین پر دباؤ ایک سو سال تک کے لئے ڈھیلا پڑ گیا تھا اس زلزلہ سے بہار میں اتنا زیادہ نقصان پہنچا۔ کہ کئی روز تک مختلف حصوں کے درمیان سلسلہ آمدورفت بھی منقطع ہو گیا۔ سڑکیں ریلوے لائنیں اور ٹیلیگراف کے تار سب ناکارہ ہو گئے۔ پٹنہ اور شمالی بہار کے درمیان ٹیلیگراف کے نامہ و پیام مظفرپور کی معرفت ہی ہو سکتا تھا۔ پٹنہ اور مظفرپور کے درمیان لائن ۱۶ جنوری کی صبح تک جاری نہ ہو سکی۔ مظفرپور اور موتی ہاری کے درمیان ٹیلیگراف لائن ۱۸ جنوری کو کھلی۔ اور دربھنگہ کے ساتھ ۱۹ جنوری کو کھلی۔ سیتا مڑھی کے ساتھ ۲۴ جنوری تک سلسلہ نامہ و پیام جاری ہو

ہو نہ ہو سکا۔ پٹنہ۔ مونگھیر بھاگلپور وغیرہ کے درمیان بھی لائن اسی طرح ٹوٹ گئی تھی۔

قریباً ۹۰۰ میل کے رقبہ میں بی۔ این ڈبلیو ریلوے کی لائن کا ایک میل ٹکڑا بھی ایسا نہیں۔ جس کو شدید نقصان نہ پہنچا ہو۔ آس پاس کے کنارے غائب ہو گئے۔ لائنیں اوپر کو اٹھ آئیں۔ یا نیچ میں دھنس گئیں۔ اور پل تباہ ہو گئے ؛

مسلمانانِ کشمیر کے مطالبات پر ایک سرسری

چودھری غلام عباس صاحب نے ایک میموریل تیار کر کے جس میں مسلمانوں کے مطالبات کا ذکر ہے۔ کرنل کالون پرائم منسٹر کے ہاں ۱۵ فروری کو پیش کیا ہے۔ اس میموریل میں لکھا ہے۔ کہ ریاست میں اس وقت جو بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ مسلمانوں کے جائز مطالبات ابھی تک باوجود گلینسی کمیشن کی سفارشات اور مہاراجہ بہادر کی منظوری کے منظور نہیں کئے گئے اور اگر گورنمنٹ نے اب بھی مسلمانوں کے مطالبات کے ساتھ سرد مہری کا سلوک کیا۔ تو معلوم نہیں۔ ریاست میں اس کا کیا نتیجہ نکلے۔ اس خیال سے ہی کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ لیکن اگر گورنمنٹ اب بھی فوری کارروائی کرے۔ اور مسلمانوں کو یقین دلایا جائے کہ گورنمنٹ مسلمانوں کے حسب منشاء ملک میں اصلاحات نافذ کر دینا چاہتی ہے۔ اور بے انصافیوں کا ازالہ کر دینا چاہتی ہے تو مسلم سیاسی کارکن گورنمنٹ کے ساتھ اشتراک عمل کر کے ریاست میں پرامن فضاء پیدا کرنے کے لئے مستعد نظر آئیں گے سب سے پہلے سال ۱۹۲۹ء میں مسٹر ایلبین بینرجی نے جو ریاست کے پولیٹیکل اور سینئر منسٹر رہ چکے تھے گورنمنٹ کو بروقت مطلع کر دیا۔ کہ باشندگانِ ریاست کی دراصل کیا حالت ہے۔ اور وہ کس طرح سخت گیر قوانین اور ٹیکس کے بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہیں۔ چونکہ اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا ان کے پاس اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ انہوں نے سال ۱۹۳۱ء میں جدوجہد شروع کر دی

بالآخر سرکار والا نے دو کمشنوں کے تقرر کو منظور فرمایا۔ ایک ریاست کی جملہ شکایات وغیرہ کے متعلق اور دوسرے ریاست میں آئینی اصلاحات کے بارہ میں۔ گورنمنٹ نے شکایات کے متعلق گلینسی رپورٹ کو منظور کر لیا۔ لیکن اب ایک بھاری شکایت یہ پیدا ہو گئی ہے۔ کہ کمیشن کی منظور کردہ سفارشات کو صحیح معنوں میں عملی جامہ نہیں پہنایا جا رہا ؛

جہاں تک آئینی اصلاحات کے نفاذ کا تعلق ہے۔ مسلمان کامل ذمہ دار حکومت سے کچھ کم لینے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ مسلمان مہاراجہ بہادر کے زیر سایہ رہتے ہوئے ہر ممکن آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ نظام حکومت جمہوری طریقوں پر چلایا جانا ضروری ہے۔ اسمبلی کو پبلک مفاد کے متعلق ہر بل پر بحث مباحثہ کرنے اسے منظور کرنے یا نامنظور کرنے کے (ماسوائے مہاراجہ بہادر کے بجٹ کے اخراجات کے) اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ اسمبلی میں منتخب ممبروں کی زیادہ تعداد ہونی چاہیئے۔ اور انتظامیہ کونسل اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہونی چاہیئے۔ اور اس کو توڑ دینے کے اسمبلی کو اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ اگر ہر بالغ کو ووٹ دینے کا استحقاق حاصل ہو۔ تو مسلمان مخلوط انتخاب کی حمایت کریں گے۔ اگر گورنمنٹ اس دوران میں مطالبات کو منظور کر لے۔ تو پھر مسلمان اس امر کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ملک میں ہمیشہ امن رہے۔ اور کسی قسم کی بدامنی اور خون خرابہ ہونے نہ پائے۔ مسلمان ذمہ دارانہ حکومت کے خواہاں ہیں۔ اور اس سے کچھ کم نہ لیں گے۔ اقلیتوں کو تمام جائز تحفظات اور پاسنگ دینے کے لئے تیار ہیں ؛

میموریل میں یہ بھی درج ہے۔ کہ ماسوائے جموں و سری نگر کے شہروں کے ابھی تک باوجود گلینسی رپورٹ کی سفارشات کے مشہور رقبہ جات ریاست مثلاً بارہمولا۔ اننت ناگ سوپور۔ میرپور۔ اور ادہم پور میں میونسپل کمیٹیاں قائم نہیں کی گئیں۔ اور ان مقامات میں صفائی و صحت عامہ کے انتظامات کرنے کے لئے مقامی لوگوں کی واقفیت اور قابلیت کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ بورڈ بھی پنجاب کے مانند ریاست میں قائم کئے جائیں ؛

میموریل میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس سے قبل پریذیڈنٹ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی طرف سے فرنچائز کمیٹی کی سفارشات وغیرہ کے متعلق جو اعلانات شائع کئے گئے ہیں گورنمنٹ کو ان پر بھی ہمدردانہ غور کرنا چاہیئے۔ اور پندرہ دن کے اندر اپنے ارادہ سے مسلمانوں کو مطلع کرنا چاہیئے ؛

انڈین میڈیکل کونسل کا انتخاب

حکومت ہند سے مداخلت کی درخواست

انڈین میڈیکل کونسل کے انتخاب کے مسئلہ پر اس سے قبل میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ اس مضمون کے لکھنے کے بعد میں نے آنریبل وزیر تعلیمات، کرنل ہارپر نیلسن اور حکومت کے بہت سے دیگر افسروں سے تبادلہ خیالات کیا۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ایک امیدوار کو دست برداری کا جو مشورہ حکومت نے دیا۔ اس کی تہ میں کیا بات مضمر ہے۔ تمام صورت حالات کی پورے طور پر چھان بین کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ حکومت کی مشینری کسی امیدوار کی امداد کے لئے حرکت میں نہیں آئی۔ بلکہ یونیورسٹی کی طرف سے ایک سرکاری افسر کا انتخاب ہو جانے پر حکومت کو یہ فکر لاحق ہوئی۔ کہ موجودہ انتخاب میں بھی ایک سرکاری افسر کا انتخاب عمل میں نہ آ جائے۔ تاکہ اگر حکومت بھی کسی سرکاری افسر کو نامزد کرے تو آزاد پیشہ ڈاکٹروں کی نمائندگی کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے حکومت نے یہی پسند کیا۔ کہ جو سرکاری افسر انتخاب کے لئے بطور امیدوار کھڑا تھا۔ اسے دست برداری کا مشورہ دیدیا۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اپنے طریق عمل پر جو اس انتخاب کے متعلق تمام صوبہ بھر کے ڈاکٹروں کے مفاد پر اثر ڈالنے والا ہے۔ جائز اور دیانتدارانہ نکتہ چینی کو لبیک کہے گی۔

حکومت کے طرز عمل کا نتیجہ

اگرچہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے۔ نیک نیتی سے کیا ہے۔ لیکن تمام انتخاب پر اس کا بہت ہی مضر اثر پڑا ہے۔ آخری نامزدگیوں سے چھ ہفتہ پیشتر امیدواروں کے ایک خاص طبقہ میں یہ کوشش ہوتی رہی۔ کہ ایک امیدوار کے حق میں فیصلہ کر لیا جائے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ابتداءً قریباً نصف درجن امیدوار تھے۔ اور ڈاکٹر دشوا ناتھ (ایک سرکاری افسر) کے میجر امیر چند کے حق میں برضا و رغبت خود دست بردار ہو جانے پر پانچ امیدوار باقی رہ گئے۔ اس سے مقابلہ میں بہتر توازن پیدا ہو گیا۔ لیکن حکومت کے اشارہ سے میجر امیر چند کے دست بردار ہو جانے پر تمام انتخاب میں گڑبڑ پڑ گئی۔ اور زیادہ طاقت ایک امیدوار کے حصہ میں چلی گئی ہے۔ ابتدا میں امیدواروں اور انتخاب کنندوں میں گہری دلچسپی پائی جاتی تھی لیکن حکومت کی مداخلت کے بعد تمام فضا بدل گئی ہے۔ آزاد پیشہ لوگ جن کے مفاد کے لئے حکومت نے بظاہر یہ طریق عمل اختیار کیا ہے۔ اور ملازم طبقہ بھی بددل ہو چکا ہے۔ اور اب اس شخص کے لئے جو واقعات کی رفتار کو دیکھتا رہا ہے۔ انتخاب کا نتیجہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس لئے فی الحال تمام الیکشن ایک ڈھونگ بن کر رہ جاتا ہے۔

کیا حکومت حق بجانب ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حکومت اپنے ایک ملازم کو دست برداری کا مشورہ دینے میں حق بجانب تھی؟ اس کے جواب میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ حکومت ایک سرکاری افسر کو جس طریق سے موزون سمجھے ایسا مشورہ دینے کا حق رکھتی ہے۔ لیکن مصیبت صرف یہ ہے کہ اسے ایسے وقت میں دستبرداری کے لئے کہا گیا۔ جب نامزدگیوں کی تاریخ گذر چکی تھی۔ اور آزاد پیشہ پریکٹیشنروں کی طرف سے جن کے بل بوتے پر وہ کھڑے تھے کسی دوسرے کو نامزد نہیں کیا جا سکتا۔ تاکہ خود پرائیویٹ پریکٹیشنروں کے مابین صحیح طور پر مقابلہ ہو سکتا۔

مصیبت کا علاج

اب سوال ہے کہ اس مصیبت کا کیا علاج کیا جائے۔ کیا کسی قانونی عدالت میں انتخاب کی درخواست موجودہ الیکشن کو منسوخ کر سکتی ہے تاکہ نیا انتخاب ہو سکے۔ لیکن کھلے طور پر جو بات نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اصطلاحی طور پر ایک امیدوار نامزدگیوں کا اعلان ہو جانے کے بعد ایک خاص تاریخ تک دستبردار ہو سکتا ہے۔ لیکن اس موجودہ حالت میں اگر امیدوار اپنی خوشی سے دستبردار ہوا ہوتا تو کوئی اعتراض نہ تھا۔ یہ فرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اگر میجر امیر چند اپنی مرضی سے دست بردار ہوئے ہوتے تو کم از کم اپنے انتخاب کنندوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے وہ وقت پر انہیں اطلاع دیتے تاکہ ان کی جگہ کسی کو نامزد کیا جا سکتا وہ انہیں یقیناً ایسی مایوسی کی حالت میں نہ چھوڑ دیتے۔ اس لئے اب اس کا علاج گورنمنٹ آف انڈیا کے پاس ہے کہ وہ تمام الیکشن کو منسوخ کر کے نئے سرے سے اسے شروع کرے تاکہ ہر شخص مقابلہ کر سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کے مدنظر یہی تھا کہ کوئی پرائیویٹ پریکٹیشنر منتخب ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ فی الحقیقت ایسا اختیار رکھتے تھے؟ پرائیویٹ پریکٹیشنروں کے اس وفد کے ذریعہ سے جو آنریبل وزیر تعلیمات کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یہ امر واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ آزاد پریکٹیشنروں کی تعداد تمام انتخاب کنندگان میں سے ۷۵ فیصدی ہے وہ اس طریق سے حکومت کی حفاظت کے محتاج ہونے کے بجائے اپنے فوائد کی خود حفاظت کر سکتے تھے۔

نامزدگیوں کا معاملہ

انڈین میڈیکل کونسل ایکٹ اس ایکٹ سے مختلف نہیں جو صوبائی کونسل سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں آزاد پریکٹیشنروں اور ملازمت پیشہ اصحاب نے ہمیشہ باہم مقابلہ کیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بعض اوقات آزاد پریکٹیشنر منتخب ہو گئے ہیں اور بعض دفعہ ملازمت پیشہ اصحاب کو کامیابی حاصل ہو گئی۔ اگر کوئی عدم مساوات کی صورت پیدا ہو جائے تو اسے نامزدگیوں کے ذریعہ رفع کر دیا جاتا ہے۔ جس کا منشا کبھی یہ نہیں ہوتا۔ کہ ایلیکٹورل رول میں کسی خاص جماعت ہی کو نامزد کیا جائے۔ ایلیکٹورل رول میں جو گروپ بنائے گئے ہیں۔ ان میں یونیورسٹی کی اور دوسری قابلیت مدنظر رکھی گئی ہیں۔ اس بات کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آیا ممبر ملازمت میں ہے یا نہیں۔ میں پنجاب میڈیکل کونسل کے گذشتہ ۱۷ سالہ ذاتی تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اس کونسل کے ممبر کے متعلق یہ ایک بے حقیقت امر ہے کہ آیا وہ منتخب ہوا تھا یا حکومت نے اسے نامزد کیا تھا۔ کونسل میں داخل ہو کر منتخب شدہ اور نامزد شدہ ممبروں کے تمام اختیارات نابود ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ بحیثیت مجموعی اپنے وطن کی بہتری کے لئے مل جل کر کام کرتے رہے ہیں۔ اور ایکٹ کو حکومت اور اپنے پیشہ ہر دو کے لئے بہترین صورت میں استعمال کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ذاتی طور پر میرے دل میں کرنل ہولڈ۔ آئی۔ ایم۔ ایس انسپکٹر جنرل سول ہسپتالات کی بہت بڑی عزت ہے۔ لیکن تمام صورت حالات کو وسیع نظروں سے دیکھتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک انتظامی قابلیت رکھنے والے افسر کے بجائے خواہ وہ تعلیمی قابلیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو محض کسی قابلیت رکھنے والے شخص کو حکومت کی کرسی پر بٹھانا حکومت کے فوائد کے لئے زیادہ مناسب تھا۔ علاوہ ازیں میڈیکل کالجوں اور سکولوں کے پرنسپل ان اداروں میں کم و بیش جمے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور اس لئے وہ ایک ایسی کونسل میں جو زیادہ تر ملک کی میڈیکل تعلیم کی خاطر بنائی گئی ہے تمام تعلیمی سکیموں کے بنانے کے لئے سب سے زیادہ موزونیت رکھتے ہیں پر میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے انتظامی افسر ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ان میں سے کوئی بھی چار سال سے زیادہ مدت تک اپنے عہدہ پر بحال نہیں رہ سکتا، بلکہ ممکن ہے کہ اس سے بھی پہلے ان کا تبادلہ ہو جائے یا انہیں سبکدوش ہونا پڑے ہاں ڈائرکٹر جنرل آئی ایم ایس کی پوزیشن اس سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ وہ عموماً اپنے عہدہ پر متعدد سالوں تک متمکن رہتا ہے۔

حکومت کا فرض

موجودہ حالات میں جبکہ تمام مصیبت ایکٹ کی دفعات کے اس غلط ترجمہ سے پیدا ہوئی ہے کہ حکومت کا نامزد کردہ ممبر ضرور سرکاری افسر ہونا چاہیئے حکومت کو خود قدم آگے بڑھا کر اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور پریکٹیشنروں کو اس بات پر مجبور نہ کرنا چاہیئے۔ کہ اس کی اپنی غلطی کی اصلاح کیلئے عدالت کا رخ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے بعد بعض اور بے قاعدگیاں بھی پیدا ہو گئی ہیں مثلاً ووٹنگ کے کاغذات اور حکومت کے اعلان میں بعض نمبر ایک دوسرے سے نہیں ملتے، بعض امیدواروں کے خلاف یہ الزام بھی لگایا گیا کہ انہوں نے ووٹ حاصل کرنے کے لئے ایسے طریقوں سے کام نہیں لیا جو قانون کے مطابق ہوں اور کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے بعض ایسے لوگوں کو بھی جو اہل حق نہیں اس کام میں شامل کر لیا گیا۔ لیکن یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کو بعد میں لیا جا سکتا ہے۔

اصل بات جو قابل تنقیح ہے وہ حکومت کا اپنا طریق عمل ہے مجھے اس امر کے باور کرنے میں کوئی شبہ نہیں کہ حکومت ہند صوبہ کے پریکٹیشنروں کی امداد کے لئے قدم آگے بڑھانے میں کوئی وقت ضائع نہ کرے گی۔ اور اس بارہ میں جلد اپنا حکم صادر کر کے

60

نائیجیریا اور سالٹ پانڈ (افریقہ) کے نومبائعین ۱۹۳۴ء

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	محمد احمد صاحب رفیع	لیگوس	۳۶	فاطمہ صاحبہ	سالٹ پانڈ	۵۶	عبداللہ صاحب	سالٹ پانڈ
۲	ایم-ایس-ابی کنتلے گرلو [?]	"	۳۷	ہادا صاحبہ	"	۵۷	آدم صاحب	کیپ کوسٹ
۳	عبدالرحمٰن صاحب	"	۳۸	سلامت صاحبہ	"	۵۸	زینب صاحبہ	فوماٹا [?]
۴	ٹی یسمافو نینا لودا [?]	"	۳۹	ہادا صاحبہ	"	۵۹	سعید صاحب	سالٹ پانڈ
۵	قاسم بابا ٹنڈے	"	۴۰	حدیثہ صاحبہ	"	۶۰	یعقوب صاحب	وینیبا [?]
۶	محمد جامع سعید صاحب	"	۴۱	فاطمہ صاحبہ	"	۶۱	حدیثہ صاحبہ	سالٹ پانڈ
۷	ایم-بی-ایس اکی بیٹی	"	۴۲	ہاجرہ صاحبہ	"	۶۲	ادریس صاحب	کیپ کوسٹ
۸	عبدالحمید صاحب	"	۴۳	سارہ صاحبہ	"	۶۳	موسیٰ صاحب	"
۹	آسیمن اجوکے	"	۴۴	ہادا صاحبہ	"	۶۴	آدم صاحب	"
۱۰	ٹابی ٹیو آڈی اولا	"	۴۵	سلیمان صاحب	"	۶۵	جبرائیل صاحب	"
۱۱	ضمانت اسکنکے	"	۴۶	صالح صاحب	"	۶۶	عیسیٰ صاحب	"
۱۲	ہالی ماٹو اجودن	"	۴۷	عائشہ صاحبہ	"	۶۷	قاسم صاحب	"
۱۳	زبرائیل ایک	"	۴۸	زکریا صاحب	"	۶۸	اسحٰق صاحب	"
۱۴	عائشہ آنی یالا	"	۴۹	داؤد صاحب	"	۶۹	ایوب صاحب	"
۱۵	اے-ٹی-مصطفیٰ صاحب	"	۵۰	احمد صاحب	"	۷۰	حلیمہ صاحبہ	"
۱۶	عبدالہادی آکومول صاحب	"	۵۱	یعقوب صاحب	"	۷۱	جمیلہ صاحبہ	"
۱۷	حمزہ یوسف صاحب	"	۵۲	ہاجرہ صاحبہ	"	۷۲	عائشہ صاحبہ	"
۱۸	آدم صاحب	سالٹ پانڈ	۵۳	لطیف الرحمٰن صاحب	"	۷۳	یوسف صاحب	"
۱۹	یعقوب صاحب	"	۵۴	اسحٰق صاحب	"	۷۴	یوسف صاحب	بگوائی
۲۰	فاطمہ صاحبہ	"	۵۵	ہارون صاحب	"	۷۵	حکیم صاحب	"
۲۱	فاطمہ صاحبہ	"				۷۶	سلیمان صاحب	"
۲۲	حدیثہ صاحبہ	"				۷۷	زینب صاحبہ	"
۲۳	طاہر صاحب	"				۷۸	عمر صاحبہ	سالٹ پانڈ
۲۴	فاطمہ صاحبہ	"				۷۹	ہادا صاحبہ	"
۲۵	محمد صاحب	"						
۲۶	ہادا صاحبہ	"						
۲۷	حدیثہ صاحبہ	"						
۲۸	براہیمہ صاحبہ	"						
۲۹	داؤد صاحب	"						
۳۰	یعقوب صاحب	"						
۳۱	عثمان صاحب	"						
۳۲	موسیٰ صاحب	"						
۳۳	الحسن صاحب	"						
۳۴	امینہ صاحبہ	"						
۳۵	ساٹا [?]	"						

خانساماں کی ضرورت ہے

ایک ایگزیکٹو انجنیر صاحب کو ایسے خانساماں کی ضرورت ہے۔ جو علاوہ دیسی کھانا پکانے کے انگریزی طرز کا بھی عمدہ کھانا پکانا جانتا ہو۔ یہ احمدی اور دیانتدار ہو۔ تنخواہ معقول ہوگی۔ اگر کوئی صاحب ہماری جماعت میں سے اس طرز کا کام جانتے ہوں۔ اور ملازمت کرنا چاہتے ہوں۔ تو اپنی درخواست بمعہ تصدیق مقامی جماعت کے پتہ ذیل پر بھجوا دیں۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی امیر جماعت احمدیہ سرگودہا

خانساماں کو ملازمت کی ضرورت

ایک احمدی خانساماں جو دیسی کھانا اچھا پکانا جانتا ہے۔ اور آج کل بے روزگار ہے۔ ان کے لئے ملازمت کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب اسے جگہ دے سکیں یا دلا سکیں۔ تو براہ مہربانی مجھے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

ملازمت کا موقع

گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک محکمہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی گریجوایٹوں کے لئے جنہوں نے ٹائپ بھی سیکھا ہوا ہو۔ عارضی ملازمتوں کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ خواہش مند احباب سرنامہ چھوڑ کر اپنی درخواستیں صیغہ ہذا میں معہ ۲/ کے ٹکٹوں کے بھجوا دیں۔ ان درخواستوں کے ساتھ مقامی جماعت کی طرف سے تصدیق ہونی چاہیئے۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

خوشبودار تیل بنانا

پانچ سیر تلوں کا تیل کڑھائی میں ڈال دیں۔ ایک پاؤ گندھک کا ڈائیلوٹ تیزاب لیکر تھوڑا تھوڑا تیل میں ڈالتے جائیں۔ تیل کو لکڑی سے ہلاتے رہیں۔ تیزاب کے ملنے سے تیل کا رنگ سفید ہوتا چلا جائیگا اور تیل کی بدبو بھی دور ہو جائے گی۔ جب تیزاب ملاتے ملاتے تیل کا رنگ حسب مرضی ہو جائے۔ تب تیزاب ملانا بند کر دیں (یہ ضروری نہیں کہ سارا تیزاب پانچ سیر تیل میں ڈال دیا جائے) اور تیل کو چوبیس گھنٹہ تک پڑا رہنے دیں۔ صاف تیل اوپر نتھر آئیگا۔ اوپر کا تیل جدا کر لیں۔ یہ صاف شدہ اور پتلا تیل ہوگا جس کو خوشبودار بنایا جاتا ہے۔ نیچے کی گاد سے صابن تیار کیا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا صاف شدہ تیل کو خوشبودار بنانے کے لئے مفصلہ ذیل طریق اختیار کریں۔ ایک اونس "مسک کرسٹل" کو پہلے کھرل میں باریک پیس لیں۔ پھر اس میں "بنزیل اسٹیٹ" تھوڑا تھوڑا ڈال کر کھرل کرتے جائیں۔ تاکہ مسک کرسٹل حل ہوتا جائے۔ نصف پونڈ بنزیل اسٹیٹ میں تمام کرسٹل حل ہو جائے گا اس لئے نصف پونڈ سے زیادہ بنزیل اسٹیٹ نہ ملانا چاہیئے۔ پھر جو خوشبو پسند ہو۔ اس کی ۲ اونس کی شیشی کھول کر اس مرکب میں ملا دیں۔ اب اس مرکب کو مذکورہ بالا پانچ سیر صاف شدہ تیل کے تیل میں ڈالدیں اور جو رنگ تیل کا کرنا ہو وہ رنگ بھی اس مقدار میں ڈال دیں اور لکڑی کے ٹکڑے سے تیل کو خوب ہلائیں تاکہ تمام چیزیں یکجان ہو جائیں۔ بس خوشبودار سر پر لگانے کا اعلیٰ درجہ کا تیل تیار ہے۔ یہ تیل اس قدر نفیس بنے گا کہ بازار میں اس قسم کا تیل دس روپے فی بوتل کے حساب سے بکتا ہے اور اس میں بے حد خوشبو ہوگی۔ اگر مندرجہ بالا نسخہ میں تیل کی مقدار دگنی کر دی جائے تو یہ تیل دوسرے درجہ کا بن جائیگا۔ اگر تیل سستا بنانا مقصود ہو۔ تو خوشبوئیں ملانے سے پہلے نصف وائٹ آئل اور نصف تل کا تیل ملاکر پھر اس مرکب میں خوشبوئیں ملانی چاہئیں (آزمودہ نسخہ ہے) یہی ایک نسخہ ہے جس کو بڑے بڑے تاجر استعمال کرتے ہیں۔

ضروری نہیں کہ کڑھائی میں پانچ سیر تیل اور ایک پاؤ گندھک کا تیزاب ہی ڈالدیا جائے۔ بلکہ مذکورہ بالا مقدار کے مطابق تیل کو بہت سا یکدم صاف کر کے رکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً تلوں کا تیل ۱ من اور گندھک کا تیزاب ۸ سیر لیکن شروع میں تجربہ کے لئے تھوڑا تھوڑا ہی صاف کیا جائے۔ مسک کرسٹل کی بجائے اگر "یارڈلے یارڈ" خشک خوشبو بنزیل اسٹیٹ میں ملائی جائے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ خوشبو کی ۲ اونس کی شیشی جس کو انگریزی میں ایسنشل آئل Essential oil کہتے ہیں۔ مسک کرسٹل اور "یارڈ یارڈ" خشک خوشبوئیں، اور بنزیل اسٹیٹ یہ تمام چیزیں لک اینڈ کے کارخانہ میں بنتی ہیں اور بازار سے خوشبو اور عطریات بیچنے والوں سے عام مل جاتی ہیں۔ ۲ اونس کی خوشبو کی شیشی

دوا خانہ بازار سے ۳ روپے میں ملتی ہے۔ رنگنے کا تیل جس کو انگریزی میں پی سی آئل کہتے ہیں Paraffin citronella oil اور اردو میں مچھر کا تیل کہتے ہیں۔ یہ بھی خوشبودار تیل میں ڈالدیا جاتا ہے۔ تیل کو رنگدار

بنانے کے لئے رنگ بھی خوشبوئیں مہیا کرنے والی دکانوں سے مل جاتے ہیں۔ پانی میں حل ہونے والے رنگ اور کپڑے رنگنے والے رنگ تیل کو رنگین نہیں کر سکتے اس لئے تیل کو رنگین کرنے کے لئے رنگ جو کہ اس مقصد کے لئے بنائے گئے ہیں۔ استعمال کرنے چاہئیں۔ خاکسار۔ احمد اللہ خان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

حکومت ہند نے دہلی سے ۱۷ فروری کی اطلاع کے مطابق ایک اہم اعلان کیا ہے۔ جس میں سرکاری ملازمین کو ہندوستان کی سیاسی تحریک میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی ہے نیز لکھا ہے۔ کہ سرکاری ملازمین کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ اپنے زیر پرورش اشخاص و نیز ملازمین کو بھی ایسی تحریکات میں حصہ لینے یا امداد کرنے سے روکیں۔

ہندو یونیورسٹی بنارس کی سینٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ انٹرمیڈیٹ کے بعض مضامین میں ہندی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ اور چونکہ اس کے لئے ہندی کی کتابیں میسر نہیں آسکتیں اس لئے ایک بورڈ مقرر کیا گیا ہے۔ جو ایسا لٹریچر مہیا کرے گا۔ اس انتظام کے لئے بورڈ کو مسٹر برلا نے ۵۰ ہزار روپیہ دیا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کی سینٹ کا ایک اجلاس ۱۷ فروری کو منعقد ہوا۔ جس میں تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر بحث کی گئی۔ کمیٹی کی یہ سفارش کہ بی۔اے تک کی تعلیم کے لئے پندرہ سال کا عرصہ مقرر کیا جائے۔ سینٹ نے نامنظور کر کے موجودہ حالت کو ہی برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ یونیورسٹی کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہ رکھنے والے انٹرمیڈیٹ بورڈ کے قیام کی سفارش کو بھی غیر ضروری قرار دیدیا گیا۔ اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی سفارش منظور کر لی گئی۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ سوائے انگریزی کے باقی علوم کی تعلیم ورنیکلر میں ہوا کرے۔

خان بہادر آغا سید مراتب علی صاحب آنریری مجسٹریٹ لاہور ۱۷ فروری کو ایک طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

نئی دہلی سے ۱۷ فروری کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سر طامسن رائن کی جگہ مسٹر جی۔ وی بیوور آئی۔ سی۔ ایس پوسٹماسٹر جنرل بمبئی کو ۵ سال کے لئے ڈائرکٹر جنرل محکمہ ڈاک و تار مقرر کیا گیا ہے۔

گاندھی جی کے دورہ بنگال کے سلسلہ میں حکومت کی رائے معلوم کرنے کے لئے ان کے سکرٹری نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدناپور کو ایک چٹھی لکھی تھی۔ جس میں اس ضلع میں گاندھی جی کے دورہ کی اطلاع دی گئی تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جواب میں لکھا ہے۔ کہ موجودہ حالت میں چونکہ گاندھی جی کا اس ضلع میں دورہ کرنا مناسب نہیں۔ اس لئے انہیں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

بلجیم کا بادشاہ ۱۸ فروری کو برسیلز کے قریب صرف ایک نوکر کے ساتھ ایک پہاڑ پر سیر کی غرض سے چڑھ رہا تھا۔ کہ اس کا پاؤں پھسلا۔ اور نیچے گر گیا۔ گرتے ہی اس کا سر پھٹ گیا۔ اور موت واقع ہو گئی۔

وائنا سے ۱۸ فروری کی خبر ہے۔ کہ سوشلسٹوں کی بغاوت کی وجہ سے دو سو سرکاری سپاہی اور ۱۷۲۰ باغی یعنی کل ۱۹۲۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ آسٹریا کے جرمنی کے ساتھ مل جانے کے سوال نے انگلینڈ۔ اٹلی۔ اور فرانس کو بہت پریشان کر رکھا ہے غالباً ان کی طرف سے ایک میمورنڈم شائع کیا جائیگا۔ جس میں وہ آسٹریا کی آزادی کی حفاظت کا اعلان کریں گے۔

کراچی سے ۱۷ فروری کی خبر ہے۔ کہ ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ایک قصبہ ہیمن میں آگ لگ گئی۔ جس سے جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ اور سینکڑوں غریب خانماں برباد ہو گئے۔

رہتک ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں فہیم پور میں ایک مکان کے اندر ۵ بجے شام آگ لگ گئی۔ جس سے سات مکان جل گئے۔ تین بھینسیں دو گائیں۔ تین بیل اور ایک گھوڑی جل کر مر گئی۔ اور بھی کئی مویشی جھلس گئے۔

فیروزپور جیل کے اندر بلدیو ڈاکو کی پھانسی کی کوٹھڑی سے جو پانچ کارآمد بم برآمد ہوئے تھے۔ اس کے سلسلہ میں ایک وارڈر اور ایک جمعدار گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بم بنانے کا مصالحہ باہر سے لایا گیا۔ اور بم جیل کے اندر تیار کئے گئے۔

دربھنگہ میں ۱۷ فروری کو بڑی سخت گڑگڑاہٹ کے بعد زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جس کے بعد زور کی بارش ہوئی۔ ہندو سبھا دربھنگہ کے پبلسٹی افسر کا ایک اعلان مظہر ہے کہ زلزلہ کو فرو کرنے کے لئے گیارہ پنڈت وہاں ایک بڑا یگیہ کر رہے ہیں۔ جو تین دن جاری رہے گا۔ لوگوں کو شراب کے علاوہ گوشت کا استعمال بھی ترک کر دینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

لاء کالج لاہور کے گریجوایٹوں کو ۲۴ فروری ۴ بجے شام مینارڈ ہال میں ڈگریاں عطا کی جائیں گی۔

جموں سے ۱۷ فروری کی خبر ہے۔ کہ سرکاری حلقوں میں یہ خبر گرم ہے۔ کہ مسلمانوں نے حکومت کے سامنے جو مطالبات پیش کئے ہیں۔ حکومت نے انہیں نامنظور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور جب تک وہ حکومت سے ہر قسم کی شورش کو بند کر کے آئندہ ایسی تحریکات سے مجتنب رہنے کا وعدہ نہ کریں گے۔ حکومت ان کی کسی درخواست پر غور نہیں کرے گی۔

مقدمہ سازش آگرہ کا فیصلہ ۱۹ فروری کو سنا دیا گیا۔ عدالت نے تمام ملزمان کو مجرم قرار دیتے ہوئے دو کو پھانسی۔ دو کو دس دس سال قید اور دو کو سات سات سال قید بامشقت کی سزا دی۔ تمام ملزم غیر مسلم ہیں۔

بنگال کونسل میں ۱۹ فروری کو ہوم ممبر نے ڈاکوں اور آتشین اسلحہ کے استعمال کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۳ء میں علی الترتیب ۱۲۲۷۔ ۱۸۴۵۔ اور ۱۶۱۲ ڈاکے پڑے اسی طرح ان تینوں سالوں میں ۱۳۰۔ ۱۵۷ اور ۱۰۱ آتشین اسلحہ استعمال کئے گئے۔

تاجدار افغانستان کے متعلق پشاور کی ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ بغرض علاج پیرس تشریف لے جانے والے ہیں۔ ان کی والدہ بھی ہمراہ ہونگی۔

سری نگر سے ۱۹ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ مسٹر غلام نبی گلکار کو جو کشمیر مسلم کانفرنس کے نہایت مستعد اور سرگرم رکن ہیں۔ اور آٹھ سال سے تحریک کشمیر میں حصہ لے رہے ہیں۔ حکومت نے گرفتار کر لیا ہے۔

مسٹر برج سابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدناپور کے مقدمہ قتل میں جن میں سات قیدیوں کو سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔ ان کی طرف سے ۱۹ فروری کو علیحدہ علیحدہ ہائی کورٹ کلکتہ میں اپیل دائر کیا گیا۔ درخواستوں میں علاوہ دیگر امور کے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ گواہ سلطانی نے جو اقرار کیا ہے۔ وہ اہم امور کے متعلق آزادانہ شہادت سے ثابت نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں کوئی ایسی قانونی شہادت پیش نہیں کی گئی۔ جس سے مرافعہ کنندگان کا سازش سے تعلق ثابت ہوتا ہو۔

پنجاب سول سروس کے امتحان مقابلہ کے مضامین کے متعلق بعض معتبر اور ذمہ وار حلقوں کی طرف سے مطالبہ ہوا تھا کہ ان میں اضافہ کیا جائے۔ لاہور سے ۱۹ فروری کی اطلاع کے مطابق حکومت کی طرف سے یہ اعلان ہو گیا ہے کہ پولیٹیکل سائنس کو اٹھارھواں اختیاری مضمون تصور کیا جائے۔

گاندھی جی کے متعلق کلکتہ سے ۱۹ فروری کی اطلاع ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدناپور کے امتناعی احکام کے باوجود میدناپور کے علاقہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو وہ گرفتار کر لئے جائیں گے۔

پنڈت جواہر لال کو علی پور سنٹرل جیل میں رکھا گیا ہے۔ وہیں آپ دو سال کی سزائے قید کاٹیں گے۔

وائسرائے کی رہائش گاہ کلکتہ کا نام پہلے بیلویڈیر تھا۔ مگر اب اس کا نام بدل کر وائسرائے ہوس کر دیا گیا ہے۔

سرحدی کونسل میں پیش کرنے کے لئے مسٹر عبد القیوم خاں آف ہزارہ نے ایک قرارداد کا نوٹس دیا ہے۔ جس میں سفارش کی گئی ہے کہ کاشتکاروں کو مصائب سے نجات دلانے کے لئے سال رواں کے لگان میں پچاس فی صدی تخفیف کر دی جائے۔

مسٹر این سی کیلکر نے ایک مضمون شائع کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ کانگرسیوں کو چاہئیے کہ وہ کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں پر قبضہ کر لیں۔ اور ہر صوبہ میں ان کانگرسیوں کی انجمنیں

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی